ہفت روزہ
ندائے خلافت
لاہور
25
www.tanzeem.org
15 تا 21 رمضان المبارک 1437ھ / 21 تا 27 جون 2016ء

......پھر بھی توبہ نہیں کرتے!

رمضان کے مبارک ایام میں اپنے ایمانی و اخلاقی معیار کو بلند کرنے اور تمام دینی امور پر بھرپور توجہ کے ساتھ ساتھ ہمارے لیے ضروری ہے کہ اپنے زوال کے مسئلہ پر غور و فکر کریں۔ انفرادی سیرت اور ذاتی رویوں کی اصلاح کریں۔ ملی یکجہتی اور ثقافتی وحدت کے لیے ایثار و اطاعت کی خو پیدا کریں۔ اللہ تعالیٰ سے امیدیں باندھیں، دعائیں کریں کہ ہمارے حالات کو سنوار دے، قرآن و سنت کی بنیاد پر اتفاق رائے کے لیے توفیق و سازگاری عطا فرمائے۔ باہمی نزاع و اختلاف، لڑائی جھگڑے، لوٹ مار، کشت و خون، فساد و غارت گری کا بازار جو گرم ہو گیا ہے، ندامت کے آنسوؤں سے اور عملی رویوں سے اس کو ٹھنڈا کرنے کی کوشش کریں۔ اس وقت ہمارے اطراف میں جو حالات رونما ہوئے ہیں یا پائے جا رہے ہیں، ان میں بہت کچھ ہماری سیاہ بختیوں اور بداعمالیوں کا دخل ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہمارا حال ان لوگوں جیسا ہو جائے جن کے بارے میں قرآن نے کہا ہے:

(ترجمہ) ''کیا یہ دیکھتے نہیں کہ ہر سال ایک یا دو بار کسی نہ کسی فتنے میں یہ مبتلا کیے جاتے ہیں،
پھر بھی یہ توبہ نہیں کرتے اور نہ نصیحت قبول کرتے ہیں۔'' (التوبہ:126)

یہ صورت حال بڑی حد تک مسلمانوں پر صادق آ چکی ہے۔ ہر طلوع ہونے والا دن ایک نئی مصیبت اور ایک خوفناک چیلنج لے کر نمودار ہو رہا ہے، مگر ہمارے علماء، خواص، لیڈر، تجزیہ نگار اور پالیسی ساز کوئی عبرت نہیں پکڑتے، اللہ سے لو نہیں لگاتے، اس سے نصرت و بصیرت کے طلب گار نہیں بنتے، عوام کو اللہ کی کتاب کے مطابق رہنمائی فراہم نہیں کرتے۔ اپنی عقل پر، طاغوت کی عنایت پر، اپنے آنکڑوں اور میزانیوں پر، سیکولر اقدار کی پذیرائی پر، غیر اللہ کی دہائی اور بے معنی فغان و فریاد پر تکیہ کیے ہوئے ہیں۔ یہی سبب ہے کہ اداسیوں کی کہر اور مایوسیوں کی دھند گہری ہوتی جا رہی ہے۔ ہر تدبیر الٹی پڑ رہی ہے۔

روزہ اور قرآن
عبدالعزیز سلفی فلاحی

اس شمارے میں

کیسے کیسے لوگ......
روزہ اور قرآن کا باہمی تعلق
امریکی یوٹرن
رمضان اور قرآن
رمضان کے فضائل و برکات اور رمضان ٹرانسمیشن
اعتکاف کے فضائل، تعریف، شرائط، قسمیں

الہدیٰ (711)

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

ان شاء اللہ ضرور کہیں

سُورۃُ الکَھف — بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ — آیات:23, 24

وَلَا تَقُوۡلَنَّ لِشَایۡءٍ اِنِّیۡ فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا ﴿۲۳﴾ اِلَّاۤ اَنۡ یَّشَآءَ اللّٰهُ ۫ وَاذۡكُرۡ رَّبَّكَ
اِذَا نَسِیۡتَ وَقُلۡ عَسٰۤی اَنۡ یَّهۡدِیَنِ رَبِّیۡ لِاَقۡرَبَ مِنۡ هٰذَا رَشَدًا ﴿۲۴﴾

آیت ۲۳ ﴿وَلَا تَقُوۡلَنَّ لِشَایۡءٍ اِنِّیۡ فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا ﴿۲۳﴾﴾ ’’اور کسی چیز کے بارے میں کبھی یہ نہ کہا کریں کہ میں یہ کام کل ضرور کردوں گا۔‘‘

اس آیت میں ایک بہت اہم واقعہ کا حوالہ ہے۔ جب اہل مکہ نے رسول اللہ ﷺ سے سوالات کیے تو آپؐ نے فرمایا کہ میں آپ لوگوں کو ان سوالات کے جوابات کل دے دوں گا۔ اس موقع پر آپ ﷺ نے سہواً ’’ان شاء اللّٰہ‘‘ نہیں فرمایا۔ اس کے بعد کئی روز تک وحی نہ آئی۔ یہ صورت حال آپؐ کے لیے انتہائی پریشان کن تھی۔ مخالفین آپؐ کو ناکامی کے طعنے دے رہے ہوں گے۔

بالآخر کئی روز کے بعد جب اللہ کو منظور ہوا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام سوالات کے جوابات بھی لے کر آئے اور ساتھ یہ ہدایت بھی کہ کبھی کسی چیز کے بارے میں یوں نہ کہیں کہ میں کل یہ کروں گا:

آیت ۲۴ ﴿اِلَّاۤ اَنۡ یَّشَآءَ اللّٰهُ ۫﴾ ’’مگر یہ کہ اللہ چاہے!‘‘

یعنی مستقبل کے بارے میں جب بھی کوئی بات کریں تو ’’ان شاءَ اللّٰہ‘‘ ضرور کہیں کہ اگر اللہ نے چاہا تو میں یوں کروں گا۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو روز مرہ معمولات کے لیے ایسے کلمات سکھائے جن میں توحید کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔ آپ نے کوئی خوبصورت چیز دیکھی‘ کہا: سبحان اللّٰہ! اہل وعیال کو خوش وخرم پایا‘ کہا: مَاشَاءَ اللّٰہ! اسی طرح مستقبل میں کسی کام کے کرنے کے بارے میں اظہار کیا تو ساتھ اِن شاءَ اللّٰہ کہا۔ یعنی میرا ارادہ تو یوں ہے مگر صرف میرے ارادے سے کیا ہوتا ہے‘ حقیقت میں یہ کام تبھی ہوگا اور میں اسے تبھی کر پاؤں گا جب اللہ کو منظور ہوگا‘ کیونکہ اللہ کی مشیت اور مرضی کے بغیر کچھ نہیں ہو سکتا۔ ان میں سے زیادہ تر کلمات (اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہ‘ اِنۡ شَاءَ اللّٰہ‘ مَاشَاءَ اللّٰہ) اس سورت میں موجود ہیں۔

﴿وَاذۡكُرۡ رَّبَّكَ اِذَا نَسِیۡتَ﴾ ’’اور اپنے رب کو یاد کرلیا کیجیے جب آپ بھول جائیں‘‘

اگر کسی وقت بھول جائیں تو یاد آنے پر دوبارہ اللہ کی طرف اپنا دھیان لگا لیجیے۔

﴿وَقُلۡ عَسٰۤی اَنۡ یَّهۡدِیَنِ رَبِّیۡ لِاَقۡرَبَ مِنۡ هٰذَا رَشَدًا ﴿۲۴﴾﴾ ’’اور کہیے: ہوسکتا ہے کہ میرا رب میری راہنمائی کردے اس سے بہتر بھلائی کی طرف۔‘‘

یعنی کسی بھی کام کے لیے کوشش کرتے ہوئے انسان کو ’’تفویض الامر الی اللہ‘‘ کی کیفیت میں رہنا چاہیے کہ اگر اللہ کو منظور ہوا تو میں اس کوشش میں کامیاب ہو جاؤں گا‘ ورنہ ہوسکتا ہے میرا رب میرے لیے اس سے بھی بہتر کسی کام کے لیے اسباب پیدا فرما دے۔ گویا انسان اپنے تمام معاملات ہر وقت اللہ تعالیٰ کے سپرد کیے رکھے۔

فرمانِ نبویؐ

اللہ نے چاہا تو

وَعَنِ ابۡنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَفۡطَرَ قَالَ: ((ذَهَبَ الظَّمَاءُ وَابۡتَلَّتِ الۡعُرُوۡقُ وَثَبَتَ الۡاَجۡرُ اِنۡ شَاءَ اللّٰهُ)) (ابوداود)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب روزہ افطار کرتے تو یہ فرماتے: ’’پیاس چلی گئی، اور رگیں تر ہوگئیں اور اللہ نے چاہا تو ثواب قائم ہوگیا۔‘‘

تشریح: اس ارشادگرامی میں امت کے لیے عبادات کی ترغیب ہے کہ عبادات میں مشقت تو بہت تھوڑی ہے کیونکہ وہ ختم ہو جاتی ہے مگر اجر وثواب زیادہ ہے اس لیے کہ وہ باقی وثابت رہنے والا ہے۔ یعنی روزے کی صورت میں پیاس اور خشکی کی جو تکلیف ہم نے کچھ دیر اٹھائی وہ تو افطار کرتے ہی ختم ہوگئی۔ اور افطار کے بعد نہ پیاس باقی رہتی ہے نہ رگوں میں خشکی۔ اور اللہ نے چاہا تو آخرت کا دائمی ثواب ہمارے نامہ اعمال میں لکھا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس سخت ترین گرم موسم کے روزے رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اس لیے کہ مشقت جتنی زیادہ ہوگی اجر اُس سے کہیں بڑھ کر زیادہ ہوگا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کیسے کیسے لوگ ......

وزیراعظم پاکستان کے مشیر برائے خارجہ امور سرتاج عزیز فرماتے ہیں ''امریکہ بڑا مطلبی دوست ہے، مطلب نکل جائے تو آنکھیں پھیر لیتا ہے۔'' جس سادگی، معصومیت اور جس بھولپن سے مشیر خاص نے یہ جملہ ارشاد فرمایا ہے اس پر قوم ہنس بھی رہی ہے اور رو بھی رہی ہے۔ ہنس اس لیے رہی ہے کہ ہائے اس زود پشیماں کا پشیماں ہونا اور روتے ہوئے کہہ رہی ہے کہ کیسے کیسے لوگ ہمارے جی کو جلانے آ جاتے ہیں۔ ایک زمانہ میں قوم بھی امریکہ کو دوست سمجھتی تھی لیکن نصف صدی پہلے جب سرتاج عزیز بھرپور طور پر جوان تھے اُس وقت سے قوم یہ بات جان چکی ہے اور برملا کہتی آ رہی ہے کہ امریکہ مطلب کا یار ہے۔ جبکہ ایوانِ اقتدار سے یہ اعترافی بیان اب جاری ہوا ہے۔ اِسے سوئے ظن کہا جا سکتا ہے۔ بہر حال یہ رائے بھی پائی جاتی ہے کہ یہ نہ حکومتی معصومیت ہے نہ بھولپن۔ قوم جذباتی ہوگی حکمران ہرگز جذباتی نہیں ہیں، بلکہ تجاہل عارفانہ سے کام لے رہے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ دن گئے جب سیاست دانوں کے پاس امریکہ کو بیچنے کو بہت کچھ تھا اور امریکہ ڈالر ہاتھ میں لیے بازار میں گھومتا رہتا تھا۔ اب اِن سیاست دانوں کے پاس بیچنے کو کچھ نہیں ہے اور امریکہ فری لنچ کا قائل کبھی نہیں رہا۔ لہٰذا مایوس ہو کر ہماری وزارتِ خارجہ نے طعنہ بازی شروع کر دی ہے۔

بہر حال سوئے ظن کو ایک طرف رکھتے ہوئے جب ہم مشیر خارجہ کے ادا کردہ جملے کا تجزیہ کرتے ہیں تو ہم سرے سے یہ سمجھنے سے قاصر ہیں کہ قیام پاکستان سے لے کر آج تک امریکہ کے کس فعل کو دوستی کا نام دیا ہے، چاہے وہ مطلبی ہی ہو۔ اس سے پہلے کہ ہم امریکہ کا پاکستان سے سلوک کا ذکر کریں اس بات کا اعتراف کرنا لازم ہے کہ پاکستان کی تباہی میں اپنوں کا ہاتھ غیروں سے زیادہ تھا جس کی وضاحت ہم آگے کریں گے۔ جہاں تک امریکہ دوستی کا سوال ہے۔ کیا سپر پاور امریکہ نے قومی سلامتی کے حوالہ سے ہماری کبھی ٹھوس مدد کی جس کے بارے میں ہم یہ کہہ سکیں کہ فلاں فلاں منصوبے میں امریکی مدد کی وجہ سے ہم سکیورٹی کے حوالہ سے مضبوط بنیادیں قائم کرنے کے قابل ہوئے۔ اسلحہ ہمیں یقیناً بیچا گیا اور شاید امداد کے طور پر بھی دیا۔ اس لیے کہ وہ سوویت یونین سے خوف زدہ تھا کہ کہیں بھارت کے ساتھ مل کر وہ امریکہ کو نہ صرف خطے سے باہر نکال دے بلکہ اُس کا اثر و رسوخ بھی ختم کر دے لیکن ایسے خطرناک دنوں میں بھی امریکہ نے نہ کوئی اسلحہ ساز فیکٹری لگانے میں ہماری مدد کی، نہ جدید اسلحہ کے ٹیکنالوجی کے حصول کے حوالہ سے ہمیں اپنے قریب پھٹکنے دیا۔ اقتصادی لحاظ سے ہماری خوب مدد کی لیکن نقد ڈالروں کی صورت میں۔ اِس اقتصادی تعاون کے حوالہ سے امریکہ کا طرزِ عمل بعینہٖ اُس بدطینت تجربہ کار شخص کا سا تھا جو ایک پلان کے تحت کسی نوعمر لڑکے کو نشہ کا عادی بنا دیتا ہے۔ پھر وہ نشئی اُس شخص کے اشاروں پر ناچتا ہے یقیناً اصل قصور تو پاکستان کے اُن حکمرانوں کا تھا جو ریاستی منصوبوں کے نام پر ڈالر حاصل کرتے تھے اور اُس دولت کو عیش و عشرت میں اُڑا دیتے تھے یا باہر کے بنکوں میں اپنے اکاؤنٹس میں جمع کروا دیتے تھے۔ امریکہ سمجھتا تھا کہ پاکستان کو اپنے ہاتھوں کا کھلونا بنانے کے لیے اُس کو اقتصادی طور پر کمزور کرنا بہت ضروری ہے۔

لہٰذا ہم پر قرضوں کا بوجھ لاد دیا گیا اور ذاتی دوستی اور محبت کا اظہار کرتے ہوئے حکمرانوں کے منہ کو خون

ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت
تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر
تنظیم اسلامی کا ترجمان، نظامِ خلافت کا نقیب
بانی: اقتدار احمد مرحوم
15 تا 21 رمضان المبارک 1437ھ جلد 25
21 تا 27 جون 2016ء شمارہ 25
مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
ادارتی معاون: فرید اللہ مروت
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:
67-اے علامہ اقبال روڈ، گڑھی شاہو، لاہور- 54000
فون: 36316638-36366638-
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے ماڈل ٹاؤن لاہور- 54700
فون: 35869501-03، فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 12 روپے
سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک ...... 450 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا ------------------ (2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
''مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن'' کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے

''ادارہ'' کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

لگا دیا۔ اب یہ امریکی ہر آنے والے پاکستانی حکمران کے مائی باپ بن گئے۔
حقیقت یہ ہے کہ اٹھارویں صدی کے آغاز سے یورپ یہ جان گیا تھا کہ عسکری قوت کی بنیاد اور انحصار اقتصادی قوت پر ہے۔ یہی سبق امریکہ نے یورپ سے سیکھا۔ لہٰذا دوسری جنگ عظیم کے بعد جب امریکہ سپر پاور بنا تو اُس کی بنیادی پالیسی یہ تھی کہ دنیا بھر سے دولت سمیٹ لو اور جہاں جہاں ممکن ہو غربت مسلط کرو اور اپنی سیاسی غلامی میں جکڑ لو۔ بدقسمتی سے پاکستان اُن ممالک میں سے ایک تھا جن کے حکمرانوں نے اپنے پیٹ کا دوزخ بھرنے کے لیے قرض قوم کی گردن پر لاد دیا جو آج نہ صرف عوام بلکہ خود حکمرانوں کے لیے بھی عذاب بنا ہوا ہے۔ عوام اپنا خون نچوڑ کر اور اپنی ہڈیوں کا گودا بیچ کر اس قرض کا سود ادا کر رہے ہیں اور جو حرام کا مال حکمرانوں نے باہر کے بنکوں میں جمع کیا ہوا ہے اُسے ہڑپ کرنے کے لیے پانامہ لیکس جیسے شوشے چھوڑے جا رہے ہیں گویا جو مال ہمیں دے کر اُنہوں نے پاکستان کو اپنی غلامی میں جکڑا تھا پہلے اُس کا بہت بڑا حصہ کمیشن کی صورت میں وصول کیا اور اب منی لانڈرنگ کا الزام لگا کر امریکہ اور اُس کے حواری واپس وصول کریں گے۔

امریکہ کی شہ پر ہم سوویت یونین سے اپنے تعلقات کو بدترین سطح پر لے گئے تھے۔ سوویت یونین نے بھی اگرچہ جوابی کارروائی کی لیکن اس سب کچھ کے باوجود کراچی کی عظیم سٹیل مل سوویت یونین ہی کا دیا ہوا تحفہ ہے۔ اگر پاکستان کے حکمران اس سٹیل مل کو اپنی بددیانتی‘ کرپشن اور ذاتی مالی مفادات کی خاطر تباہ و برباد نہ کر دیتے تو آج یہ سٹیل مل سونا اُگلتی اور بے شمار بے روزگار پاکستانیوں کو روزگار بھی ملتا۔ ذوالفقار علی بھٹو نے فرانس کے ساتھ ایٹمی پلانٹ کا سودا طے کیا۔ فرانس یورپ کا وہ ملک تھا جسے امریکی اثر و رسوخ سے آزاد سمجھا جاتا تھا لیکن امریکہ نے نہ جانے کیا کیا حربے اختیار کیے کہ بالآخر فرانس نے پاکستان کے ساتھ یہ سودا منسوخ کر دیا۔ 1962ء کی بھارت چین جنگ کے دوران پاکستان کے لیے کشمیر پر قبضہ کرنے کا سنہرا موقع تھا۔ بھارت نے چین کے خوف سے کشمیر سے اپنی تمام فوج واپس بلا لی تھی چین نے سرکاری سطح پر پاکستان کو مشورہ دیا کہ کشمیر میں فوج داخل کر دو آپ کو واک اوور مل جائے گا لیکن اقتدار اور ڈالر کے پجاری پاکستانی حکمران نے امریکہ کی اس یقین دہانی پر کہ جنگ کے بعد مذاکرات کے ذریعے کشمیر کا مسئلہ حل کرا دیا جائے گا یہ سنہری موقع کھو دیا۔ 1965ء کی جنگ میں پاکستان کو دھوکہ دیا۔ 1971ء میں پاکستان کو دولخت کرنے میں امریکہ نے پس پردہ انتہائی گھناؤنا رول ادا کیا۔ امریکہ کی پاکستان پر مہربانیوں کی طویل داستان ہے جس پر ضخیم کتاب لکھی جا سکتی ہے۔ لہٰذا اسے ادھورا چھوڑتے ہوئے ہم اب محترم سرتاج عزیز سے دوسرا سوال کریں گے کہ کسی دوسرے ملک کو مطلبی دوست ہونے کا طعنہ دے کر آپ نے دنیا بھر میں پاکستان کا مذاق اُڑایا ہے۔ کیا آپ کو نہیں معلوم کہ جدید دنیا میں ڈپلومیسی کسے کہتے ہیں۔ یہ ریاستی مفادات کے حصول کے لیے بڑی عیاری اور چالاکی سے ہر نوع کا کام کر جانے کا نام ہے۔ یہ اچھی شے ہے یا بُری جدید دور میں ایک فن بن چکا ہے۔ اپنی ریاست کے مفاد میں سب کچھ کر جانا اس فن کی بنیاد ہے۔ پاکستان کے حکمران یہ فنکاری اپنے عوام کو دکھاتے ہیں‘ جبکہ دنیا دوسروں کے خلاف بڑی چابک دستی سے اس فنکاری کا مظاہرہ کرتی ہے۔

بہرحال سرتاج عزیز صاحب! امریکہ سپر پاور ہے‘ خدا نہیں ہے۔ اہل پاکستان اگر اپنی اڑسٹھ سالہ تاریخ پر نگاہ ڈالیں تو اُنہیں معلوم ہو گا کہ اپنی بداعمالیوں کے باوجود اللہ نے ہماری مدد کی۔ ہم اُس وقت ایٹمی قوت بن گئے جب امریکہ کی گردن افغانستان میں بُری طرح پھنسی ہوئی تھی اور سوویت یونین خطے میں گرم پانیوں کی طرف بڑھتا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔ پھر یہ کہ چین خطے میں زبردست اقتصادی اور عسکری قوت بن کر ابھرا۔ وہ چین جو 1960ء سے پہلے اقتصادی لحاظ سے کمزور اور سفارتی لحاظ سے تنہائی کا شکار تھا۔ مخلص اور دیانت دار قیادت کے طفیل چین اقتصادی جن بن گیا اور خطے میں امریکہ اور بھارت دونوں کے خلاف ڈٹ کر کھڑا ہو گیا۔ پاکستان کی احمقانہ اور غیر سنجیدہ حرکات کے باوجود پاکستان سے حقیقی دوستی کا دم بھرتا ہے۔ اس لیے بھی کہ ایک مضبوط اور خوشحال پاکستان چین کی بھی ضرورت ہے۔ ہماری رائے میں یہ بھی خدائی مدد ہے۔ لیکن تاریخ کا سبق یہ ہے کہ قوموں کو خدا مواقع فراہم کرتا ہے لیکن ایک حد تک۔ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے نہیں۔ اگر ہم یہ مواقع ضائع کرتے رہے تو پھر اللہ کی سنت یہ ہے کہ وہ اُس قوم کو عبرتناک سزا دیتا ہے۔ ہمارے پاس ابھی وقت ہے۔ اس لیے کہ ایک بات واضح ہے امریکہ ہمیں نقصان پہنچا سکتا ہے‘ تباہ و برباد نہیں کر سکتا۔ اس لیے کہ پاکستان کو تباہ و برباد کرنے کا مطلب پورے خطے کو آگ میں جھونک دینا ہے۔ لہٰذا امریکہ یہ خطرہ ہرگز مول نہیں لے گا۔ امریکہ سے تعلقات بگاڑنے سے سختیاں ضرور آئیں گی‘ وہ عالمی سطح پر کئی قسم کی پابندیاں لگائے گا۔ یاد رکھیں سختی جھیلے بغیر نہ فرد سدھر سکتا ہے‘ نہ قوم کندن بن سکتی ہے۔ پاکستان کی سرزمین جغرافیائی لحاظ سے انتہائی اہم ہے‘ پاکستان کی زمین میں ہر قسم کی معدنیات دفن ہیں۔ بلوچستان معدنی دولت کے حوالہ سے دنیا کا امیر ترین علاقہ ہے۔ اصل سوال یہ ہے کہ ہم کس طرح طاقتور دنیا سے ٹکرا سکتے ہیں۔ ٹیکنالوجی کی سطح پر فوری طور پر اُن کے ہم پلہ ہونا تو ممکن نہیں۔ اس حوالہ سے خوب سے خوب تر کی جستجو جاری رہنی چاہیے۔ لیکن کرنے کا اصل کام یہ ہے کہ اس کائنات کی اصل سپریم پاور جو تمام دنیوی قوتوں کو آناً فاناً ملیامیٹ کر سکتی ہے یعنی اللہ رب العزت۔ اُس سے اپنے تعلق کو اُستوار کر لیں، اُسے راضی کر لیں۔ وہ ہماری بداعمالیوں کی وجہ سے ہم سے روٹھا ہوا ہے، اُسے منا لیں۔ اُس کی مان لیں، اُس کے رسولؐ کے فرمودات پر عمل پیرا ہو جائیں۔ اُس کی آخری کتاب کو اپنا رہبر و رہنما بنا لیں۔ سیرت و کردار میں قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں کو اپنا آئیڈیل بنا لیں تو اللہ یقیناً ہماری نجات ہی نہیں ہماری مکمل فتح کا ایسا راستہ نکالے گا‘ جس کا آج ہم گمان بھی نہیں کر سکتے۔ ہمارا ایمان ہے کہ یہی واحد راستہ ہے دُنیوی و آخروی کامیابی کا۔ دوسرے تمام راستے دنیا میں ذلت و رسوائی کے راستے ہیں اور آخرت کی بربادی کا سامان پیدا کرنے والے ہیں۔ اللہ ہمیں صراط مستقیم پر چلنے اور گامزن رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین! یا رب العالمین

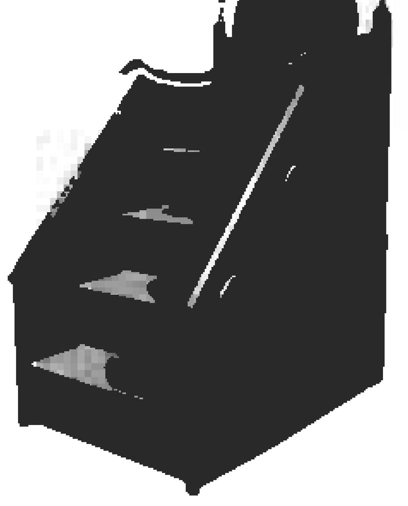

روزہ اور قرآن کا باہمی تعلق

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، لاہور میں امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید ﷾ کے 10 جون 2016ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

حضرات محترم! گزشتہ جمعہ کو استقبال رمضان کے حوالے سے نبی اکرمؐ کے انتہائی جامع خطبہ کا ہم نے مطالعہ کیا تھا۔ جس کا حاصل یہ تھا کہ اس ماہ مقدس کی برکات سے بھرپور استفادہ کرنے کے لیے انسان ذہنی طور پر تیار ہو جائے۔ اس لیے کہ کوئی بھی کام کرنے سے پہلے انسان اگر ذہنی طور پر تیار نہ ہو تو بھرپور طریقے سے وہ کام سرانجام نہیں دے سکتا۔ اگر کوئی بہت ہی اہم کام سرانجام دینا ہو تو اس کے لیے پہلے سے ذہنی تیاری اور منصوبہ بندی کی اہمیت اور بڑھ جاتی ہے۔ ایک مسلمان کی زندگی میں رمضان سے بڑھ کر اہمیت، فضیلت، برکتوں، رحمتوں اور مغفرتوں کے لمحات اور کون سے ہو سکتے ہیں کہ جس میں ہر نیک عمل کا اجر دس گنا سے لے کر سات سو گنا تک بڑھ جاتا ہے اور اس کی ایک خاص رات کی عبادت ایک ہزار مہینوں کی عبادت سے زیادہ افضل ہے۔ اسی وجہ سے اس مہینے کو نیکیوں کا موسم بہار کہا جاتا ہے۔ اگر اس ماہ مبارک کی برکات سے پورا فائدہ اٹھانا ہے تو پھر دن کا روزہ اور رات کا قیام ضروری ہے۔ رات کا بڑا حصہ قرآن کے ساتھ جاگتے ہوئے گزارنا ہوگا۔ اس کے علاوہ یہ مہینہ ہمدردی اور غمگساری کا مہینہ ہے۔ لہٰذا لوگوں کو روزہ افطار کروایا جائے۔ غریبوں کی مدد کی جائے۔ انفاق فی سبیل اللہ بھی زیادہ ہونا چاہیے۔ احادیث سے معلوم ہوتا ہے اس ماہ میں انفاق کرنے کا اجر وثواب بہت زیادہ ہے۔ لہٰذا انسان کمر کس لے کہ میں نے ہر ذریعے سے اس ماہ میں زیادہ سے زیادہ اجر وثواب کمانا ہے۔ لیکن ہر عمل خالص اللہ کی رضا کے لیے ہو۔ اس میں دکھاوا نہ ہو۔ ایک حدیث میں الفاظ ہیں:

"جس نے دکھاوے کے لیے نماز پڑھی اس نے شرک کیا اور جس نے دکھاوے کے لیے روزہ رکھا اس نے شرک کیا اور جس نے دکھاوے کے لیے صدقہ کیا اس نے شرک کیا" (مسند احمد)

دکھاوا دراصل یہ ہے کہ اپنے آپ کو کچھ لوگوں کے سامنے بڑا ظاہر کر کے نیکی کا کچھ کام کیا جائے۔ یہ شرک کے زمرے میں آتا ہے اور اللہ تعالیٰ کو انتہائی ناپسند ہے۔ لہٰذا روزہ صرف اللہ کی خوشنودی اور اس کی رضا کے حصول کے لیے رکھا جائے اور اس کے ساتھ ساتھ روزے کے دیگر تقاضے بھی پورے کیے جائیں۔ یہ تو ہمیں خوب یاد رہتا ہے کہ روزے کی حالت میں کھانا پینا اور بیوی کے پاس جانا منع ہے اور اس تقاضے کی پابندی بھی ہو رہی ہو لیکن گناہ کے دیگر کام جن کا انسان عادی ہے وہ اسی طریقے سے چل رہے ہوں تو یہ روزہ

مرتب: ابو ابراہیم

ہرگز نہیں ہے۔ اسی لیے نبی اکرمؐ نے فرمایا:

"کتنے ہی روزہ دار ایسے ہیں کہ جنہیں سوائے پیاس کے اُن کے روزہ سے کچھ نہیں ملتا اور کتنے ہی قیام کرنے والوں کو ماسوا بے خوابی کے ان کے قیام سے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔" (دارمی)

اسی طرح فرمایا:

"جو شخص (روزہ کی حالت میں) جھوٹ بولنا اور اس پر عمل کرنا ترک نہیں کرتا تو اللہ تعالیٰ کو اس بات کی کوئی حاجت نہیں ہے کہ وہ اپنا کھانا پینا چھوڑ دے۔" (رواہ البخاری)

سیدھی سی بات ہے کہ ہم اللہ کی رضا کی خاطر صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک حلال اور طیب چیزوں سے بھی اپنے آپ کو روک رہے ہیں۔ جو لوگ دن میں باہر تلاش معاش کے لیے بھاگ دوڑ کرتے ہیں ان کے لیے آج کل کا روزہ جس میں پیاس کی بہت شدت ہوتی ہے کتنا مشکل ہوتا ہے۔ بہر حال اللہ کے لیے انسان برداشت کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ صبر بھی دے دیتا ہے ورنہ عام دنوں میں سوچنا بھی محال ہے کہ انسان صبح سے شام تک اتنی شدید گرمی میں پانی کا ایک گھونٹ بھی نہ پیئے۔ اتنی سختیاں اُٹھا کر اگر ہم حلال چیزیں جو عام زندگی میں طیب ہیں کے قریب نہیں جا رہے لیکن وہ چیزیں جو شریعت میں ممنوع ہیں، جو گناہ کے کام ہیں، جو اللہ کو ناپسند ہیں وہ کام ہم سارا دن کرتے رہیں تو گویا یہ ہم دین کے ساتھ مذاق کر رہے ہیں۔ اس طرح ہم کسی کو دھوکہ نہیں دے رہے سوائے اپنے آپ کو۔ اصل روزہ یہ ہے کہ انسان ہر قسم کے چھوٹے گناہ سے بھی اپنے آپ کو بچائے، بدنگاہی سے، زبان کے غلط استعمال سے، ہر نوع کے حرام کام سے، جھوٹ بولنے سے، دھوکہ دینے سے بچے۔ کسی کی حق تلفی نہ ہو۔ بہت حساس ہو کر وقت گزارے۔ تب وہ بامعنی روزہ ہوگا اور اس کے اجر کے حوالے سے بھی اللہ کا وعدہ سچا ہے:

((فَاِنَّهٗ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِهٖ)) "روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا" (مسلم)

اللہ اپنے مقام کے اعتبار سے اور اپنی شان کے مطابق اس کا بدلہ دے گا۔ اللہ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اسی انداز سے جس طرح کہ قرآن و حدیث سے راہنمائی ملتی ہے اسی کے مطابق اس ماہ مبارک کو گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔

روزہ اور قرآن کا تعلق آج ہمارا موضوع ہے۔ ہم نے گزشتہ جمعہ کو سورۃ البقرہ کی آیت 185 کا مطالعہ کیا تھا۔

﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ﴾ "رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا"

اللہ تعالیٰ تعارف کروا رہے ہیں کہ رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا۔

﴿هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَیِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ۚ﴾

"لوگوں کے لیے ہدایت بنا کر اور ہدایت اور حق و باطل کے

درمیان امتیاز کی روشن دلیلوں کے ساتھ۔"

قرآن پوری نوعِ انسانی کے لیے ہدایت ہے۔ پھر فرمایا: ﴿فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ﴾ "تو جو کوئی بھی تم میں سے اس مہینے کو پائے اس پر لازم ہے کہ روزہ رکھے" اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن اور روزے کا آپس میں کوئی خاص تعلق ہے۔ یعنی ماہ رمضان کو روزے کا مہینہ اس لیے قرار دیا گیا ہے کہ اس میں قرآن نازل ہوا ہے۔ پھر روزے اور قرآن کے تعلق کا اظہار ہمیں دن کے روزے اور رات کے قیام میں بھی نظر آرہا ہے۔ کیونکہ رمضان کے پیغام میں روزے کے ساتھ ہی قیام اللیل کو بھی جوڑ دیا گیا ہے۔ جس کی بنیادی شکل نماز تراویح ہے اور اس میں جتنا قیام ہوسکتا ہے، جس قدر انسان قرآن پڑھ یا سن سکتا ہے، اس کا اہتمام ہر مسلمان ضرور کرے۔ قرآن کی رو سے قیام اللیل کا اطلاق کم سے کم ایک تہائی رات پر ہوتا ہے۔

﴿نِّصْفَهٗۤ اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِيْلًا ۝۳﴾ "اس (رات) کا آدھا یا اس سے تھوڑا کم کر لیجیے۔" ﴿اَوْ زِدْ عَلَيْهِ﴾ "یا اس پر تھوڑا بڑھا لیں" ﴿وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا ۝۴﴾ "اور ٹھہر ٹھہر کر قرآن پڑھتے جایئے۔" (المزمل)

یعنی اتنا قیام ہوگا تو وہ قیام اللیل کہلائے گا۔ چنانچہ قیام اللیل سے روزہ اور قرآن کا تعلق واضح ہوتا ہے۔ اسی تعلق کا اشارہ اسی رکوع کی پہلی آیت میں ملتا ہے جس میں فرضیت صیام کا ابتدائی حکم آیا۔

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝۱۸۳﴾ (البقرہ) "اے ایمان والو! تم پر بھی روزہ رکھنا فرض کیا گیا ہے جیسے کہ فرض کیا گیا تھا تم سے پہلوں پر تا کہ تمہارے اندر تقویٰ پیدا ہو جائے۔"

روزے کی عبادت کا اصل حاصل تقویٰ ہے۔ ایک تو روزے کی حالت میں ہم نے کھانا پینا چھوڑ کر اللہ کا حکم پورا کیا، اس کا اجر و ثواب الگ ہے لیکن روزے کا اصل فائدہ جس کی ہمیں انتہائی سخت ضرورت ہے اور اللہ نے ہماری اس اہم ضرورت کو پورا کرنے کے لیے دراصل روزے کی عبادت فرض کی ہے اور وہ اہم ضرورت ہے تقویٰ۔ قرآن مجید کی بیشتر سورتوں کا مرکزی مضمون یہی ہے کہ جنت میں داخلہ صرف اسی کو ملے گا جس میں کچھ نہ کچھ تقویٰ ہوگا۔ ہم میں سے ہر شخص اپنے آپ کو مسلمان کہہ سکتا ہے لیکن ہر مسلمان اپنے آپ کو متقی نہیں کہہ سکتا۔ متقی کا مطلب ہے گناہوں سے، اللہ کی نافرمانی سے، حرام سے بچنے والا۔ اگر کوئی شخص اللہ کو، رسولؐ کو اور قرآن کو نہیں مانتا تو اس کا کوئی نیک عمل مقبول نہیں جب تک کہ وہ کلمہ پڑھ کر مسلمان نہ ہو جائے اور اللہ، رسول، قرآن اور آخرت پر ایمان نہ لے آئے۔ لیکن جنت کی گارنٹی صرف متقین کے لیے ہے۔

﴿اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝۱۳۳﴾ (آل عمران) "وہ تیار کی گئی ہے اہل تقویٰ کے لیے۔"

اللہ تعالیٰ کسی کو معاف کر دے تو اس کا اختیار ہے لیکن اس کا جو اصول ہے وہ قرآن مجید کے ہر دوسرے صفحے پر بیان ہوا ہے۔

﴿اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ﴾ (العصر) "سوائے اُن کے جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کیے"۔

جو ایمان لائے اور نیک اعمال کیے وہی تو متقی ہیں اور ان کے لیے ہی جنت کی گارنٹی ہے۔ اس عظیم کامیابی کے لیے تقویٰ بنیادی شرط ہے جو ہم سب کی سب سے اہم ضرورت ہے اور وہ روزے کی عبادت سے حاصل ہوگا۔ روزہ ایک طرح کی ٹریننگ ہے جس میں انسان اللہ کی رضا کی خاطر اور اللہ کا حکم مانتے ہوئے حلال چیزوں سے بھی بچتا ہے۔ اس طرح انسان میں گناہوں اور معصیت سے بچنے کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے اور تقویٰ پیدا ہوتا ہے۔ یعنی روزے کی عبادت کا حاصل تقویٰ ہے اور تقویٰ کا بھی قرآن مجید کے ساتھ بڑا گہرا تعلق ہے۔ اسی آیت میں جہاں رمضان کا قرآن کے حوالے سے تعارف کرایا گیا ہے وہاں یہ بھی ارشاد ہے:

﴿هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ﴾ "لوگوں کے لیے ہدایت بنا کر اور ہدایت اور حق و باطل کے درمیان امتیاز کی روشن دلیلوں کے ساتھ۔"

لیکن قرآن مجید کے بالکل آغاز میں جو قرآن کا تعارف کروایا گیا وہاں الفاظ ذرا مختلف ہیں۔

﴿هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝۲﴾ (البقرہ) "ہدایت ہے

پریس ریلیز 17 جون 2016ء

پاکستان اور افغانستان سرحدی معاملات کو مذاکرات سے پُرامن طور پر حل کریں

دو سال قبل پنجاب پولیس نے ماڈل ٹاؤن میں وحشیانہ بربریت کا مظاہرہ کیا تھا

عدل و انصاف کا تقاضا ہے کہ ذمہ داران چاہے وہ پولیس کے اہلکار ہوں یا حکومتی عہدہ دار انہیں قرار واقعی سزا دی جائے

حافظ عاکف سعید

پاکستان اور افغانستان سرحدی معاملات کو مذاکرات سے پُرامن طور پر حل کریں۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید نے ایک بیان میں کہی۔ انہوں نے دونوں ممالک کی افواج کے مابین خونریز جھڑپوں پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ افغانستان، بھارت اور امریکہ کی سازشوں کو سمجھے وہ دنیا میں ہر جگہ مسلمانوں کو باہم دست و گریبان دیکھنا چاہتے ہیں لہٰذا اسی پالیسی پر عمل پیرا ہو کر وہ افغانستان کو اکسا رہے ہیں کہ وہ پاکستان کو بارڈر مینجمنٹ نہ کرنے دے۔ اُنہوں نے کہا کہ پاکستان طورخم بارڈر پر اپنی اُن حدود کے اندر گیٹ تعمیر کر رہا ہے جو بین الاقوامی طور پر تسلیم شدہ پاکستانی علاقہ ہے۔ اسی جگہ پہلے بھی ایک آہنی گیٹ تھا جسے بعض وجوہات کی بنا پر مسمار کیا گیا تھا۔ اُنہوں نے پاکستان کے مقتدر اداروں سے بھی اپیل کی کہ وہ مشترکہ دشمن کی سازش کو سمجھتے ہوئے زیادہ مشتعل نہ ہوں اور صبر و تحمل کا مظاہرہ کرتے ہوئے تمام معاملات مذاکرات کے ذریعے طے کریں۔ 17 جون کو طاہر القادری کے مال روڈ پر دھرنے کا ذکر کرتے ہوئے اُنہوں نے کہا کہ کسی کو اُن سے سیاسی، مذہبی اور ذاتی سطح پر اختلاف ہوسکتا ہے لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ دو سال قبل پنجاب پولیس نے ماڈل ٹاؤن میں وحشیانہ بربریت کا مظاہرہ کیا تھا۔ لہٰذا عدل و انصاف کا تقاضا ہے کہ ذمہ داران چاہے وہ پولیس کے اہلکار ہوں یا حکومتی عہدہ دار اُنہیں قرار واقعی سزا دی جائے۔ (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی)

پرہیزگار لوگوں کے لیے۔“

ان دونوں آیات میں تطبیق یہ ہے کہ قرآن potentially پوری نوعِ انسانی کے لیے ہدایت ہے۔ انسانوں میں سے کوئی بھی اگر ہدایت کا طالب بنے گا قرآن سے اس کو ہدایت مل جائے گی، اس میں ہر انسان کی راہنمائی کا سامان موجود ہے لیکن سب فائدہ نہیں اٹھا سکیں گے۔ فائدہ وہی اٹھائیں گے جن میں کچھ نہ کچھ خدا خوفی موجود ہو۔ آج قرآن ہمارے پاس موجود ہے لیکن کتنے فیصد لوگ اس کی راہنمائی سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ زیادہ تر نے کپڑے میں لپیٹ کر اونچی جگہ پر رکھ دیا ہے۔ اس کی تلاوت مشکل کام لگتا ہے۔ کہاں یہ کہ اس کو سمجھنے کے لیے پڑھا جائے اور اس کے لیے عربی زبان سیکھنا اور پھر روزمرہ زندگی کے معاملات میں راہنمائی اور ہدایت حاصل کرنا۔ کتنے فیصد لوگ ہیں جو یہ کام کرتے ہوں گے؟ یہ کام وہی کریں گے جن کے دل میں اللہ کا کچھ نہ کچھ خوف (تقویٰ) ہوگا۔ آنحضورؐ مکہ کی گلیوں میں قرآن سناتے رہے۔ ایک ایک تک قرآن کا پیغام پہنچاتے رہے۔ لیکن کتنے ہی لوگ تھے مکہ کے جو محروم رہ گئے۔ کیونکہ ان میں وہ خدا خوفی، وہ نرمی اور وہ انسانیت موجود نہیں تھی جو ایک انسان کو حیوان سے ممتاز کرتی ہے۔ انسان میں اللہ نے روح پھونکی ہے۔ یعنی انسان میں حیوان بھی موجود ہے اور ملکوتی صفات بھی موجود ہیں۔ تقویٰ کی جو تھوڑی بہت رمق ہے اللہ نے ہر انسان میں رکھی ہوئی ہے اسی کا ظہور ہے کہ انسان کہتا ہے کہ جھوٹ بولنا غلط ہے، کسی کا مال غصب کرنا زیادتی ہے، ناحق کسی کا مال کھینچ لینا ظلم ہے۔ لیکن جب انسان اپنے ضمیر کو بالکل دبا دیتا ہے، گناہ پہ گناہ کیے جاتا ہے تو گویا اس کے اندر کا انسان مر جاتا ہے۔ تب آپ اسے قرآن بھی سنائیں گے تو اس پر کوئی اثر نہیں ہوگا۔ ابوجہل، ابولہب، ولید بن مغیرہ اور کتنے ہی سرداران قریش محروم رہے حالانکہ وہ حضورؐ کی زبان سے قرآن سنتے رہے۔ لہٰذا ثابت یہ ہوا کہ قرآن میں potentially ہدایت تو ہر انسان کے لیے موجود ہے لیکن اس ہدایت سے فائدہ اٹھانے کے لیے کچھ تقویٰ چاہیے اور روزے کی عبادت کا اصل حاصل تقویٰ ہے۔

”اے ایمان والو! تم پر بھی روزہ رکھنا فرض کیا گیا ہے جیسے کہ فرض کیا گیا تھا تم سے پہلوں پر تاکہ تمہارے اندر تقویٰ پیدا ہو جائے۔“ (البقرہ: 183)

دن کا روزہ رکھنے سے انسان میں تقویٰ کی کیفیت پیدا ہوگی تو رات کے قیام میں انسان قرآن کو سمجھنے کی کوشش کرے گا اور یوں ہدایت پائے گا۔ جب قرآن نازل ہو رہا تھا تو وہاں کی زبان اُس وقت عربی تھی۔ اس وقت جو قرآن سن رہا تھا وہ سمجھ بھی رہا تھا۔ لیکن ہم قرآن سنتے تو ہیں لیکن سمجھتے نہیں ہیں۔ لیکن جن لوگوں میں تقویٰ کی کیفیت بیدار ہو تو وہ قرآن کو سمجھ کر پڑھنے کی کوشش کرتے ہیں اور اس سے ہدایت حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ تب قرآن ان کے باطن میں جذب ہو رہا ہوتا ہے۔ جیسا کہ اقبال نے کہا تھا

تیرے ضمیر پہ جب تک نہ ہو نزولِ کتاب
گرہ کُشا ہے نہ رازی نہ صاحبِ کشاف

والد محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ فرمایا کرتے تھے کہ انسان درحقیقت دو وجودوں کا مرکب ہے۔ ایک اس کا جسمانی وجود ہے اور ایک روحانی وجود ہے۔ انسان کو انسان بنانے اور اشرف المخلوقات بنانے والی شے یہی روحانی وجود ہے

﴿وَنَفَخْتُ فِيهِ مِن رُّوحِي فَقَعُوا لَهُ سَاجِدِينَ ۝٢٩﴾ (الحجر) ”اور پھونک دوں میں اس میں اپنی روح میں سے تو گر پڑنا اس کے لیے سجدے میں۔“

ویسے انسان کا جسد مٹی سے بنا ہے۔ جس کے بارے میں بھی قرآن بار بار کہہ رہا ہے لیکن روح کوئی اور ہی شے ہے۔

﴿وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ ۖ﴾ ”اور (اے نبی ﷺ!) یہ لوگ آپ سے پوچھتے ہیں روح کے بارے میں“ ﴿قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي وَمَا أُوتِيتُم مِّنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا ۝٨٥﴾ (بنی اسرائیل) ”آپؐ فرما دیجیے کہ روح میرے رب کے امر میں سے ہے اور تمہیں نہیں دیا گیا علم مگر تھوڑا سا۔“

بس انسان اتنا سمجھ لے کہ روح اللہ کا امر ہے۔ جیسا کہ شیخ سعدیؒ نے کہا

آدمی زادہ طرفہ معجون است
از فرشتہ سرشتہ وز حیوان

انسان دو چیزوں کا بڑا عجیب معجون مرکب ہے۔ گویا ایک حیوان کے ساتھ ایک فرشتہ کو جوڑ دیا گیا ہے۔ ہمارے حیوانی وجود کے اپنے تقاضے ہیں جو حیوانات کے اندر بھی ہیں اور ہر شخص کے اندر بھی سو فیصد حیوان موجود ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ایک اور وجود بھی ہے جو روحانی ہے۔

ہے ذوقِ تجلی بھی اسی خاک میں پنہاں
غافل! تو نرا صاحبِ ادراک نہیں ہے

انسان کا یہ روحانی وجود شیطان کو نظر نہیں آیا۔ اس نے کہا کہ میں افضل ہوں کیونکہ تُو نے مجھے آگ سے پیدا کیا اور انسان کو مٹی سے پیدا کیا، میں اس کے سامنے کیسے جھکوں؟ لیکن آدم کے سامنے سب فرشتوں کو بھی جھکا دیا گیا تھا۔ اس لیے کہ اس کے اندر جو روحانی ایلیمنٹ ڈالا گیا ہے وہ فرشتوں سے بھی اونچی شے ہے۔ نبی اکرمؐ اسی اعتبار سے جملہ مخلوقات میں سب سے اونچا مقام رکھتے ہیں حالانکہ وہ بھی نوعِ انسانی کے ایک فرد تھے۔

﴿قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ ۖ﴾ (الکہف: 110) ”(اے نبی ﷺ!) آپ کہہ دیجیے کہ میں تو بس تمہاری ہی طرح کا ایک انسان ہوں، مجھ پر وحی کی جاتی ہے کہ تمہارا معبود بس ایک ہی معبود ہے۔“

انسان کے اصل مقام و مرتبے کا انحصار روح کی بیداری پر ہے لیکن ہم روح کی طرف بالکل توجہ ہی نہیں دیتے۔ روح کے تقاضے ہی کچھ اور ہیں۔ اس کے اندر نیکی کے وہ سارے رجحانات موجود ہیں جو کبھی کبھی ہمارے اندر سے اُبھر کر سامنے آتے ہیں کہ کبھی کسی غریب کی مدد کرنے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے، مسجد جانے کے لیے بھی کبھی کبھی توفیق مل جاتی ہے۔ لیکن وہ رجحانات انسان کے اندر ہیں جبکہ انسان کی ساری توجہ جسمانی وجود کے لیے ہو رہی ہوتی ہے۔ اسی کی پرورش، اسی کی دیکھ بھال، سب کچھ اسی کے لیے ہو رہا ہے اور روحانی وجود سے انسان غافل رہتا ہے۔ اس طرح روح بھی ایک بے حس پنجرے کے اندر بند ہو کر رہ جاتی ہے۔ چنانچہ ڈاکٹر اسرار احمد صاحبؒ فرمایا کرتے تھے کہ دن کا روزہ رکھنے سے جسم ذرا کمزور پڑتا ہے تو روح کو اُبھرنے کا کچھ موقع ملتا ہے۔ اس حالت میں اگر اس پر قرآنی آیات کا فیضان ہوگا تو یہ توانا اور مضبوط ہوگی۔ روح کی غذا وہ نہیں جو ہم کھاتے ہیں۔ جسم کی غذا روح کے لیے کاؤنٹر production ہے۔ اس غذا کی زیادتی سے روح اور دبے گی اور سسکتی رہے گی۔ چنانچہ جو لوگ روحانیات کی طرف جاتے ہیں ان کا ایک بہت اہم اصول ہے کہ کم کھاؤ اور کم سوؤ۔ اپنے جسمانی تقاضوں کو کم کرو تو تمہاری روح بیدار ہوگی۔ چنانچہ روزے کے ذریعے روح بیدار ہوتی ہے اور روح کی اصل غذا چونکہ قرآنی آیات ہیں جو اللہ ہی کی طرف سے اُتری ہیں تو ان کے ذریعے روح مضبوط و توانا ہوگی۔ چنانچہ انسان کی روح کو ترقی دینے کا ایک جامع پروگرام ہے۔ رمضان کا پروگرام: دن کا روزہ اور رات کا قیام مع القرآن۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس پروگرام سے پورا پورا فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

دعائے صحت کی اپیل

حلقہ پنجاب شرقی کے ڈرائیور حافظ حاکم علی کی بیٹی کے مہروں کا آپریشن ہوا ہے اور ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو شفائے کاملہ، عاجلہ مستمرہ عطا فرمائے۔ قارئین اور رفقاء و احباب سے بھی ان کے لیے دعائے صحت کی اپیل کی جاتی ہے۔

امریکی یوٹرن

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

پرویز مشرف نے اپنی تنہا کمانڈو عقل کی بنیاد پر پورے ملک کو چشمِ زدن میں یوٹرن کا جھٹکا دے کر امریکہ کی گود میں لے جا پھینکا تھا۔ وہ یوٹرن برادر ملک افغانستان سے نظریں پھیر کر اسے 49 ممالک کی فوجوں کے بالمقابل تنہا کھڑا کر دینے کا یوٹرن تھا۔ امریکہ کو برادر مسلم ملک کے خلاف سفاک تعاون پیش کر کے خونِ مسلم کی ندیاں بہانے کا یوٹرن تھا۔ پورے پاکستان کی ہیئت بدل گئی۔ دھڑا دھڑ تعلیمی نصاب بدلے، اقدار و اطوار بدلے۔ نظریۂ پاکستان پر خطِ تنسیخ پھیرا۔ مساجد، مدارس، اہلِ دین کے خلاف خفی اور جلی پروپیگنڈا اور آپریشنز ہوئے۔ سیاسی سطح پر لوٹ مار کرپشن بازار گرم ہوئے۔ امریکہ کو محبوب بنا کر اس کے اشارۂ ابرو پر کیا کچھ قربان نہ ہوا۔ ڈاکٹر عافیہ کی حوالگی کے شرمناک واقعے سے لے کر، لال مسجد آپریشن میں دینی طلبہ و طالبات کا قتلِ عام ہوا۔ امریکہ کی ایماء پر قبائلی علاقہ جات اور سوات آپریشن در آپریشن سے گزارے گئے۔ دنیا میں پاکستان کی طرف سے المناک کمزوری کے اظہار پر ایک نئی طرح ڈالی گئی۔ وہ یہ کہ ایک آزاد خود مختار ایٹمی ملک امریکہ کے رحم و کرم پر یوں چھوڑ دیا گیا کہ 391 ڈرون حملے کر کے اس نے ہماری خود مختاری کے پرخچے اڑائے۔ ہم ہنس دیئے ہم چپ رہے، منظور تھا پردہ ترا! دہشت گردی کے جھوٹے فسانوں پر ملک کے اندر انتقام در انتقام کی وہ فصل بوئی جسے کاٹتے کاٹتے ہم سیاسی، معاشی بحرانوں کی گرداب میں پھنس کر رہ گئے۔ ازلی ابدلی حریف جو ہمارے خون کا پیاسا رہا...... بھارت۔ اسے ہم نے دوست باور کروانے اور امریکی خوشنودی ہی میں اس کی دشمنی کے تمام اقدامات پر ڈرونز ہی کی طرح صرف نظر کرنے کی پالیسی بنائی۔ امریکہ ہماری قومی عزت و آبرو کے پرخچے اڑاتا اب اس مقام پر آن پہنچا ہے کہ ملاّ منصور پر ڈرون حملہ ہماری امریکہ دوستی کے تابوت کا آخری کیل تھا۔ اس تابوت کا جنازہ اوباما اور مودی نے اب مل کر امریکی کانگریس میں پڑھ دیا ہے (یعنی تالیوں کی گونج میں مودی کا خطاب) اب ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ...... وہ رہے وضو کرتے!

بھارت کی بانہوں میں بانہیں ڈالے اوباما نے ملاّ منصور کی شہادت پر جو دھونس دھمکی کی زبان پاکستان کے لیے استعمال کی تھی، اسی پیرائے میں اب بھارت نے ممبئی اور پٹھانکوٹ حملوں کے ملزمان کو کٹہرے میں لانے کی گھرکی دی ہے۔ دنیا کی دو دہشت گرد ترین قوتیں واشنگٹن میں کھڑی پاکی داماں کی حکایتیں سناتے ہمیں کوس رہی ہیں۔ یہ امریکہ دوستی کا وہ مآل ہے جس کے نوحے پڑھتے 16 سالوں میں ہمارا قلم گھس گیا۔ یہ نوشتۂ دیوار تھا۔ ہوئے تم دوست جس کے دشمن اس کا آسماں کیوں ہو! آج ملک پرویز مشرف کی کاشت کردہ فصل کے زہریلے کانٹے چن رہا ہے۔ امریکہ ایران بھارت اور (کٹھ پتلی) افغانستان مل کر ہمیں آنکھیں دکھا رہے ہیں۔ شجاعت اور بے مثل عزیمت و استقامت کے پیکر افغان طالبان کی پیٹھ میں چھرے گھونپ گھونپ کر ہم ان کا اعتماد بھی کھو چکے ہیں۔ اندرونِ ملک سیاسی صورت حال نری افراتفری کا منظر پیش کرتی ہے۔ امریکہ بھارت کو خطے پر ایک بڑی قوت بنا کر مسلط کرنے کے پے در پے اقدامات کیے چلا جا رہا ہے۔ پاکستان کی سلامتی کو گھمبیر خطرات درپیش ہیں۔ اندرونِ خانہ صورت حال یہ ہے کہ سول ملٹری تعلقات، طاقت اور اقتدار کا مرکز کہاں ہے؟ فیصلہ کرنے کا اختیار کس کے پاس ہے؟ ماتحت اور بالادست کے بنیادی سوالات میں قصداً ابہام پیدا کیا جا رہا ہے۔ جوتیوں میں دال بٹ رہی ہے۔ ملک کو درپیش چیلنجز کی گھمبیرتا سے منہ موڑے اناؤں کے کھیل جاری ہیں۔

قیام پاکستان سے 9/11 تک فوج کا بنیادی دفاعی کردار بمقابلہ دشمن بھارت کی مہیب طاقت کے ہوا کرتا تھا، اب نیا دشمن امریکہ کی خاطر اندرونِ ملک دہشت گردی کے نام پر گھڑ دیا گیا۔ سو تمام تر تیاری صرف خودکش حملوں اور ان کے خلاف دفاع پر جھونک دی گئی۔ ایٹمی ملک کی طاقت اندرونِ ملک کھپا دی۔ توپ سے مکھیاں ماری جانے لگیں۔ بھارت کے ساتھ تصادم کے امکانات حالیہ امریکہ بھارت نیوکلیئر سول تعاون میں پیش رفت اور بھارت کی پیٹھ ٹھونکے جانے پر بڑھ رہے ہیں۔ ہمارے پاس اس کی کیا تیاری ہے؟ ملک بھر میں بیسیوں اداروں کے جال دہشت گردی کے نام پر بچھا دیئے۔ اب امریکہ نے اپنے حصے کے یوٹرن کا وار کر کے جنگی کھیل کا پانسہ ہی پلٹ کر رکھ دیا! ہم سے وہ ڈرونز کے ذریعے نمٹتا رہے گا۔ بھارت کو بحر ہند میں ایٹمی ہتھیاروں کے بل پر بالادستی حاصل کرنے میں مدد دے کر وہ ہماری گوشمالی کا سامان کر رہا ہے۔ مشکل وقت پر اللہ یاد آیا تو کرتا ہے۔ جب دیا رنج بتوں نے تو خدا یاد آیا! ذرا پلٹ کر اللہ سے اپنے تعلق پر توجہ فرمالی جائے۔ (جس کے کوئی آثار طاقت والوں کے پاس دکھائی نہیں دیتے!) گزشتہ 16 سال ہم نے مساجد، مدارس، اہلِ دین سے دشمنی پالی۔ شعائر اللہ پامال کیے۔ ہم پر زلزلے آئے۔ ہم نے اللہ کو بھلا کر زمین کی پلیٹوں کو ذمہ دار قرار دے کر جان چھڑالی۔ سیکولرازم، لبرل ازم کے نشے میں دھت ہم نے دیندار نوجوانوں میں موت بانٹی۔ ماورائے عدالت گمشدگیوں اور قتل کے مرتکب ہوئے۔ جس امریکہ کی محبت میں ہم نے اپنا سب کچھ لٹایا وہ اوباما آج مودی کے ہاتھ میں ہاتھ ڈالے دانت نکوس رہا ہے۔ ھُن آرام اے؟ پاکستان کی اخلاقی اقدار کے ہم نے پرخچے اڑا دیئے۔ 78 چینل بے حیائی دونوں ہاتھوں سے بانٹنے اور اسلام کا چہرہ بگاڑنے پر مامور کیے۔ بھرے رمضان میں اسلام سے یہ مذاق جاری ہے۔ اسلام سے کلیتاً جاہل، عاری میزبانوں (الا ماشاء اللہ) کو گویا شیطان کی جگہ سندِ ماموریت حاصل ہے۔ (جسے رمضان میں جکڑ دیا جاتا ہے)۔ پاکستان کا مطلب کیا لا الٰہ الا اللہ کی بجائے کلمے کی ہر رمق کھرچ ڈالنے میں 16 سال دن رات ایک کیے۔ تعلیم کو اختلاط سے آلودہ کیا۔ لیپ ٹاپ موبائل کی فراوانیوں سے ملک میں عشق عاشقی کے ہاتھوں خودکشیوں، غیرت کے نام پر قتل اور جلا ڈالنے جیسے ہولناک واقعات نے معاشرے کو فساد کی آگ میں جھونک دیا۔ یہ سب ترقی کے نام پر ہوا۔ نوبت یہاں تک پہنچی کہ سرکاری تعلیمی اداروں میں حجاب، ایمان اور قرآن پر نکو بنایا جانے لگا۔ ان گنت واقعات کہ جہاں قرآن کی تعلیم کی کالجوں، سکولوں میں ممانعت پرنسپلز نے کی۔ یہ پاکستان ہے؟

ایسے میں زلزلے طوفان ہر سطح پر اٹھ رہے ہیں۔ کرپشن کا طوفان، بے حیائی کی آندھیاں کیا کم تھیں کہ ہم 144 کلو

میٹرنی گھنٹہ کے طوفانی بگولوں میں اٹ گئے۔ 34 افراد نے جان کی بازی ہاری۔ دوبارہ پشاور میں ایک اور طوفان سے 18 مزید زخمی ہوئے۔ ملک بھر میں بل بورڈوں پر کھڑی بیٹھی لیٹی حسن و جوانی بیچتی زلفیں پھیلائے، عریانی مجسم حسینائیں منہ کے بل زمین پر جا پڑیں۔ کیچڑ میں لتھڑ گئیں۔ اسلام آباد دی بیوٹی فل، منہ پر ڈماسک تھوپے سسکتے کراہتے حسن کے بوجھ تلے پڑا تھا۔ اس طرح تو ہوتا ہے اس طرح کے کاموں میں۔ طوفان کے بے رحم تھپیڑے لبرلز، سیکولروں کو زمین کے پلیٹوں کے خدا کا پتا دے رہے تھے۔ سڑکوں پر چھوٹی گاڑیاں بید مجنوں کی طرح لرز رہی تھیں۔ قوم عاد پر چھا جانے والا طوفان کیا ہوگا جو آدھ گھنٹے میں یہاں ہمیں تہس نہس کر گیا۔ لیکن ہم رہے وہی کے وہی۔ تبصرہ یہ فرمایا گیا کہ موسم کے قدرتی توازن بگڑنے کا شدید خطرہ ہے۔ اس کا حل رعلاج شجرکاری ہے۔ یہ درخت اگانے سے بڑھ کر سورۃ ابراہیم کے شجر طیبہ اور شجرِ خبیثہ کی کہانی ہے۔ شجرکاری تو بہت ہوئی ہے۔ لیکن شجرہائے خبیثہ (قرآن کے تناظر میں) اگائے پھیلائے گئے ہیں۔ طرفہ تماشا تو یہ ہے اب امریکہ ہمارا بسورا منہ اور آنکھوں میں شکوے بھرے آنسو دیکھ کر دو چار امریکی افسر بھیج کر ہمارا کاندھا تھپتھپا رہا ہے۔ ڈومور کی سرگوشی کے ساتھ ہم حقانی ڈھونڈ کر دیں گے تو چار دن اور تنخواہ ملتی رہے گی۔ (جب تک کہ ہم اسی تنخواہ پر کام کرنے پر راضی ہیں) ہمیں یہ ملک، اس کا نظریہ، اللہ کی طرف پلٹنے کے خوف سے بڑھ کر فارم ہاؤسز، لینڈ کروزر، وقتی شان و شوکت، دو دن کی کرسی عزیز ہے۔ رمضان میں دوزخ کے تمام دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔ جنت کے سارے دروازے کھل جاتے ہیں۔ (مسلم۔ بخاری) منادی ہوتی ہے: اے بھلائی کے شائق آگے بڑھ، اے بدی کے شائق رک جا۔ کم نصیب ہے جو دوزخ کے بند دروازوں پر بیٹھا دستک دیتا رہے۔ المیہ تو یہ ہے کہ دینی جہالت کے ڈیرے ہیں۔ رمضان میں بھی مساجد کے لاؤڈ سپیکر کے گلے گھونٹ رکھے ہیں، اذان کی آواز کو کان ترستے ہیں۔ ملک خداداد پر اللہ کی کبریائی کی پکار کی صدا روکنے والے اللہ کی گرفت سے بے خوف کیونکر ہیں۔ ملک کی خواری وزاری کی وجہ صرف ایک ہے۔

خوار از مہجوریِ قرآں شدی
شکوہ سنج گردشِ دوراں شدی

وجہ قرآن سے دوری ہے اسے چھوڑ دینا ہے۔ گردشِ دوراں کا شکوہ لاحاصل ہے!

رمضان اور قرآن

حافظ مشتاق احمد

ماہ رمضان کے آتے ہی مسجدیں آباد ہو جاتی ہیں۔ ہر مسجد میں تقریباً قرآن سنا جاتا ہے۔ قرآن پاک کی تلاوت زیادہ ہو جاتی ہے۔ حضرت ابن عباسؓ کی روایت کے مطابق کہ قرآن پاک سب کا سب لوح محفوظ سے آسمان دنیا کے بیت العزت پر رمضان کے مہینہ کی لیلۃ القدر میں نازل ہوا پھر جبریل علیہ السلام تیئیس برس کے عرصے میں تھوڑا تھوڑا بتدریج لائے۔ حقیقت یہ ہے کہ قرآن پاک اور رمضان کا گہرا تعلق ہے۔

اللہ رب العزت کا فرمان ہے: ﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًی لِّلنَّاسِ وَبَیِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰی وَالْفُرْقَانِ﴾ (البقرہ:185)

”ماہ رمضان وہ مہینہ ہے۔ جس میں قرآن نازل کیا گیا۔ جس کا (ایک) وصف یہ ہے کہ لوگوں کے لیے ذریعہ ہدایت ہے۔ اور جو روشن صداقتیں رکھتا ہے اور حق کو باطل سے الگ کر دینے والا ہے۔“

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ابراہیمؑ کے صحیفے تین رمضان اور ایک روایت کے مطابق یکم رمضان کو نازل ہوئے اور تورات موسیٰؑ پر 6 رمضان کو نازل ہوئی اور انجیل عیسیٰؑ پر 13 رمضان کو نازل ہوئی اور زبور حضرت داؤدؑ پر 18 رمضان کو نازل ہوئی اور قرآن پاک حضرت محمد ﷺ پر رمضان کی اخیر راتوں میں نازل ہوا۔

قرآن پاک کیا ہے

صاحب مظاہر حق لکھتے ہیں: ”قرآن مجید کیا ہے؟ یہ وہ سب سے مقدس اور سب سے عظیم کتاب ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کاروان انسانیت کے سب سے آخری اور سب سے عظیم رہنما رسول کریم ﷺ پر نازل ہوئی جو ظلم و جہل کی تاریکیوں میں مینارِ نور، کفر و شرک کے تابوت میں آخری کیل اور پوری انسانی برادری کے لیے خدا کی طرف سے اتارا ہوا سب سے آخری اور سب سے جامع قانون ہے اور جسے حبل متین کہا گیا ہے۔

قرآن مجید کی عظمت و بزرگی اور اس کی فضیلت و رفعت کے لیے اس قدر دلیل کافی ہے کہ وہ خداوند عالمؑ مالک ارض و سماء اور خالق لوح و قلم کا کلام ہے۔ تمام عیوب اور تمام نقائص سے بری اور پاک ہے۔ فصاحت و بلاغت کا وہ نقطۂ عروج کہ بڑے بڑے عرب فصیح و بلیغ اس کے سامنے طفل مکتب، علوم و معارف اور فکر و دانش وہ کوہ ہمالیہ کہ دنیا کے بڑے بڑے مفکر، فلسفی، دانشور اور ارباب فکر و نظر اس سے سر ٹکرائیں۔

قرآن مجید کی تلاوت اور پڑھنے پڑھانے کا ثواب محتاج بیان نہیں، تمام علماء اس پر متفق ہیں کہ کوئی ذکر، تلاوت کلام مجید سے زیادہ ثواب و اجر نہیں رکھتا۔ خصوصاً نماز میں اس کی قراءت کا ثواب اور اس کی فضیلت اتنی ہے کہ وہ دائرہ تحریر سے باہر ہے۔ قرآن کریم کی تلاوت کے وقت اس کے ہر حرف کے عوض دس نیکیاں اور نماز میں اس کی قراءت کے وقت اس کے ہر حرف کے عوض پچیس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ قرآن مجید کا پڑھنا بندہ کو خدا کا قرب بخشتا ہے، قلب کو عرفان الٰہی اور ذکر اللہ کے نور سے روشن کرتا ہے اور قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شفاعت کرے گا۔ تلاوت قرآن کا مقصد اعلیٰ یہ ہے کہ وہ تفکر اور تذکر یعنی امور دین کو یاد دلانے اور آخرت کی طرف توجہ کا باعث ہو اور کثرت تلاوت کی وجہ سے احکام الٰہی یاد اور مستحضر ہوں تاکہ احکام الٰہی پر عمل کیا جائے اور عبرت حاصل کی جائے، تلاوت کا یہ مقصد نہیں کہ محض آواز و حروف کو آراستہ کیا جائے اور دل غفلت کے اندھیروں میں پڑا رہے۔

یہ بات بھی سمجھ لینی چاہیے کہ تفکر و تذکر اور فہم معانی اسی وقت حاصل ہو سکتا ہے جبکہ آہستگی، وقار، ترتیل اور حضور دل کے ساتھ قرآن پڑھا جائے۔ جو شخص عربی زبان سے ناواقف ہونے کی وجہ سے قرآن کے معانی نہ

جانتا ہو اس کو بھی چاہیے کہ وہ حضور دل کے ساتھ قرآن کی تلاوت شروع کرے اور اپنے ذہن میں یہ خیال جمائے کہ یہ خدا تعالیٰ کا کلام ہے اور اس کے وہ احکام ہیں جو اس نے دنیا والوں پر نازل فرمائے ہیں نیز وہ اس عاجزی اور فروتنی کے ساتھ بیٹھ کر تلاوت کرے کہ گویا وہ قرآن پڑھ نہیں رہا ہے بلکہ احکم الحاکمین کا کلام براہ راست سن رہا ہے۔" (مظاہر حق)

آدابِ تلاوت

قرآن کریم اللہ رب العزت کا براہ راست کلام اور بارگاہ الوہیت سے اترے ہوئے الفاظ کا مجموعہ ہے۔ اس کلام کی نسبت جس ذات کی طرف ہے وہ حاکموں کا حاکم، بادشاہوں کا بادشاہ اور پوری کائنات کا بلاشرکت غیرے مالک ہے لہٰذا اس کی تلاوت کے وقت وہی آداب ملحوظ ہونے چاہئیں جو اس کلام اور اس صاحبِ کلام کی عظمت شان کے کسی قدر تو مطابق ہوں۔ آداب تلاوت یہ ہیں:

سب سے پہلے مسواک کے ساتھ وضو کیجیے۔ اس کے بعد کسی اچھی جگہ متواضع اور روبقبلہ بیٹھیے، اپنے آپ کو کمتر و ذلیل اور عاجز جان کر اور قلب و دماغ کے حضور کے ساتھ بیٹھیے گویا اللہ رب العزت کے سامنے بیٹھ کر عرض و نیاز اور التجا کر رہے ہیں۔ پھر اعوذ باللہ اور بسم اللہ پڑھ کر تلاوت کیجیے۔ دل میں یہ تصور جمائیے کہ میں خدا کا کلام بغیر کسی واسطہ کے سن رہا ہوں۔ آج کل جو یہ رسم چل نکلی ہے کہ لوگ پورا قرآن ایک دن میں ختم کرنے یا زیادہ تیز پڑھنے کو فخر یا کمال کی بات سمجھتے ہیں یہ نہایت بری اور غفلت و نادانی کی بات ہے۔

خواجہ پندارد کہ طاعت می کند
بے خبر کز معصیت جاں می کند

فضیلت قرآن پاک

قرآن پاک سے قلبی تعلق رکھنے والے قدر دان اور سخی کی تعریف اس حدیث پاک میں بیان کی گئی ہے کہ ان دونوں پر حسد و رشک جائز ہے۔ حضرت ابن عمرؓ راوی ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا "صرف دو شخصوں کے بارے میں حسد (جائز) ہے ایک تو وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کی نعمت عطا فرمائی اور وہ شخص بعض اوقات کے علاوہ دن اور رات کے اکثر حصہ میں اس قرآن میں مشغول رہتا ہے، دوسرا وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے مال عطا فرمایا ہو اور وہ اس کو دن و رات کے اکثر حصہ میں خرچ کرتا ہو (راہ خدا میں خرچ کرنا مراد ہے)

قرآن شریف کا اتنا حصہ یاد کرنا جس سے نماز ادا ہو جائے ہر شخص پر فرض ہے۔ زرکشیؒ سے ملا علی قاریؒ نے نقل کیا ہے کہ جس شہر یا گاؤں میں کوئی قرآن پاک پڑھنے والا نہ ہو، سب گناہ گار ہیں۔ اس زمانہ جہالت و ضلالت میں جہاں ہم مسلمانوں میں اور بہت سے دینی امور میں گمراہی پھیل رہی ہے وہاں ایک عام آواز یہ بھی ہے کہ قرآن شریف کے حفظ کرنے کو اہمیت نہیں دی جاتی اس کے الفاظ یاد کرنے کو دماغ سوزی اور وقت کا ضیاع بھی کہہ دیا جاتا ہے۔ یہ بد دینی و گمراہی ہے۔ جب قرآن پاک سے رخ موڑا جائے گا تو تباہی و بربادی و ذلالت ورسوائی آئے گی۔

ملا علی قاریؒ نے ایک حدیث سے نقل کیا ہے کہ جس شخص نے کلام پاک کو حاصل کر لیا اس نے علوم نبوت کو اپنی پیشانی میں جمع کر لیا۔ مراد یہ ہے کہ علوم قرآن کو حاصل کیا جائے کیونکہ اصل علم دین کا علم ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ تین چیزیں حافظہ کو بڑھاتی ہیں۔ (1) مسواک (2) روزہ (3) تلاوت کلام اللہ۔ جمع الفوائد میں طبرانی سے نقل کیا ہے کہ حضرت انسؓ نے حضور اقدس ﷺ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ جو شخص اپنے بیٹے کو ناظرہ قرآن شریف سکھلا دے، اس کے سب اگلے اور پچھلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور جو شخص حفظ کرائے اس کو چودھویں رات کے چاند کے مشابہ اٹھایا جاوے گا اور اس کے بیٹے سے کہا جاوے گا کہ پڑھنا شروع کر جب بیٹا ایک آیت پڑھے گا باپ کا ایک درجہ بلند کیا جاوے گا حتیٰ کہ اسی طرح تمام قرآن شریف پورا ہوا۔ بچے کے قرآن شریف پڑھنے پر باپ کے لیے بہت سے فضائل ہیں۔ دوسری بات بھی سن لیجیے کہ اگر خدانخواستہ آپ نے اپنے بچے کو چار پیسے کے لالچ میں دین سے محروم رکھا تو یہی نہیں کہ آپ اس لایزال ثواب سے محروم رہیں گے بلکہ اللہ کے یہاں آپ کو جواب دینا پڑے گا۔ اس سے بچے کو بھی مصیبت میں ڈال رہے ہیں اور خود کو بھی مصیبت میں ڈال رہے ہیں۔ حدیث میں ہے: ((كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ)) (ہر شخص ذمہ دار ہے۔) ہر شخص سے قیامت میں اس کے ماتحتوں اور دوست نگروں کے بارے میں پوچھا جائے گا کہ ان کو کس قدر دین سکھلایا۔ اگر آپ اپنے بچے کو دین داری سکھلائیں گے تو اپنی جواب دہی سے محفوظ ہوں گے اور جب تک وہ نیک اعمال کرے گا دعا و استغفار آپ کے لیے کرے گا۔ آپ کے درجات کی بلندی کا سبب بنے گا لیکن دنیا کی خاطر چار پیسے کے لالچ میں آپ نے اس کو دین سے بے بہرہ رکھا تو یہی نہیں کہ خود آپ کو اپنی حرکت کا وبال بھگتنا پڑے گا۔ بلکہ جس قدر بد اطواریاں، فسق و فجور اس سے سرزد ہوں گے آپ کے نامہ اعمال بھی اس سے خالی نہ ہوں گے۔ خدارا اپنے حال پر رحم کھائیں۔ دنیا بہرحال گزر جانے والی چیز ہے اور موت سے کسی کو خلاصی نہیں۔ اس لیے آج عمل کا وقت ہے۔ اس کو غنیمت شمار کریں۔ اس کے علاوہ یہ بات بھی ہے کہ قرآن والا اگر مخلص ہے تو کبھی بھوکا نہیں مرتا بلکہ دنیا جھک مار کر ذلیل ہو کر اس کے پاس آتی ہے اور جتنی ڈگریاں ڈاکٹری، انجینئری کی جاتی ہیں ہمیشہ بے روزگاری کا رونا روتے رہتے ہیں اور روزگار کی تلاش میں مارے مارے پھرتے ہیں۔

شرح احیاء میں ہے کہ قیامت کے ہولناک اور وحشت اثر دن میں حاملین قرآن یعنی حفاظ اللہ کے سائے کے نیچے انبیاء اور برگزیدہ لوگوں کے ساتھ ہوں گے۔

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جس گھر میں کلام مجید پڑھا جاتا ہے اس کے اہل و عیال کثیر ہو جاتے ہیں۔ اس میں خیر و برکت بڑھ جاتی ہے۔ ملائکہ اس میں نازل ہوتے ہیں اور شیاطین اس گھر سے نکل جاتے ہیں، اور جس گھر میں تلاوت نہیں ہوتی اس میں تنگی اور بے برکتی ہوتی ہے ملائکہ اس گھر سے چلے جاتے ہیں شیاطین اس میں گھس جاتے ہیں۔

صاحب احیاء نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے نقل کیا ہے کہ جس شخص نے نماز میں کھڑے ہو کر کلام پاک پڑھا اس کو ہر حرف پر سو نیکیاں ملیں گی اور جس شخص نے نماز میں بیٹھ کر پڑھا اس کے لیے پچاس نیکیاں اور جس نے بغیر نماز کے وضو کے ساتھ پڑھا اس کے لیے پچیس نیکیاں اور جس نے بلا وضو پڑھا اس کے لیے دس نیکیاں اور جو شخص پڑھے نہیں بلکہ صرف پڑھنے والے کی طرف کان لگا کر سنے اس کے لیے بھی ہر حرف کے بدلے ایک نیکی ہے۔ (فضائل قرآن)

عمرو بن میمونؒ نے شرح احیاء میں نقل کیا ہے کہ جو شخص صبح کی نماز پڑھ کر قرآن مجید کھولے گا اور بقدر سو آیات کے پڑھ لے تو تمام دنیا کی بقدر اس کا ثواب لکھا جائے گا۔ قرآن شریف کا دیکھ کر پڑھنا نگاہ کے لیے مفید ہے۔ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ عشاء کے بعد قرآن شریف کھولتے تھے اور صبح کی نماز کے وقت بند کرتے

تھے (یعنی پوری رات تلاوت کرتے تھے)

قرآن کی بے ادبی نہ کریں

قرآن پاک کو گانے کی طرز پر پڑھنا منع ہے۔ حضرت حذیفہ ؓ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قرآن شریف کو عرب کی آواز میں پڑھو عشق بازوں اور یہود و نصاریٰ کی آواز میں مت پڑھو۔ عنقریب ایک قوم آنے والی ہے جو گانے اور نوحہ کرنے والوں کی طرح سے قرآن شریف کو بنا بنا کر پڑھے گی۔ وہ تلاوت ذرا بھی ان کے لیے نافع نہ ہوگی خود بھی وہ لوگ فتنے میں پڑیں گے اور جن کو وہ پڑھنا اچھا معلوم ہوگا ان کو بھی فتنہ میں ڈالیں گے (فضائل قرآن مولانا زکریاؒ)

قرآن اپنانے والوں کی ترقی

حضرت عمر بن خطاب ؓ راوی ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا یقیناً اللہ تعالیٰ اس کتاب یعنی کلام اللہ کے ذریعے کتنے لوگوں کو بلند کرتا ہے اور اس کے ذریعے کتنے لوگوں کو پست کرتا ہے۔'' (رواہ مسلم)

مطلب یہ کہ جو شخص یا جو قوم قرآن پڑھے گی اور اس پر عمل کرے گی وہ قوم دنیا و آخرت میں کامیابی و ترقی پائے گی اور جو شخص یا جو قوم قرآن اور اس کی تعلیمات سے روگردانی کرے گی وہ قوم پست و ذلیل ہوگی۔ اس حدیث میں قوموں کے عروج و زوال کا سبب بتا دیا ہے جب تک مسلمان قوم نے قرآن کو اپنا دستور حیات بنا کر اس پر عمل کیا تو اس وقت مسلمانوں کا غلبہ رعب و دبدبہ تھا اور مال و دولت کی برکات تھیں اور جب سے مسلمان قوموں نے قرآن کو چھوڑ کر دوسروں کی نقالی کی سوشلزم کیمونزم سرمایہ داری مغربی برانڈ کو اپنایا زوال کا شکار ہوگئیں اور یہود و نصاریٰ کی غلام بن گئیں۔

مشغولیت قرآن کی برکت

قرآن پاک میں اپنے اوقات صرف کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ بن مانگے انعامات عطا فرماتے ہیں۔ مرادیں پوری کرتے ہیں اور مدد فرماتے ہیں۔ ایسے لوگ سکون سے زندگی گزارتے ہیں اور حضرت ابوسعید ؓ راوی ہیں کہ رسول ﷺ نے فرمایا: اللہ بزرگ و برتر فرماتا ہے کہ جس شخص کو قرآن کریم میرے ذکر اور مجھ سے مانگنے سے باز رکھتا ہے تو میں اس کو اس چیز سے بہتر عطا کرتا ہوں جو مانگنے والوں کو دیتا ہوں اور تمام کلاموں کے مقابلہ میں کلام اللہ کو وہی عظمت و بزرگی حاصل ہوگی جو اللہ رب العزت کو اس کی تمام مخلوقات پر حاصل ہے۔ لہٰذا قرآن کریم میں مشغول رہنے والے کو دوسری چیزوں میں مشغول رہنے والوں پر بھی اسی طرح برتری و بزرگی حاصل ہوتی ہے۔ (ترمذی، دارمی، بیہقی)

اللہ رب العزت کے اس ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص قرآن یاد کرنے' اس کے مفہوم و معنی کے سمجھنے اور جاننے اور قرآن کریم میں مذکورہ احکام و ہدایات پر عمل کرنے میں مشغول رہتا ہے اور اس کی یہ مشغولیت اس کو ان اذکار و اوراد اور دعا سے کہ جو کلام اللہ کے علاوہ ہیں باز رکھتی ہے یعنی وہ قرآن میں مشغولیت کی وجہ سے نہ تو مجھے یاد کرتا ہے اور نہ ہی مجھ سے کچھ مانگتا ہے تو میں اسے مانگنے والوں سے بھی زیادہ دیتا ہوں کیونکہ قرآن کے ساتھ اس درجہ کی مشغولیت اور انہماک درحقیقت اس لیے ہوتی ہے کہ وہ شخص اپنی ہر خواہش اور اپنی ہر طلب کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر کے اس کے کلام پاک ہی سے تعلق قائم کیے ہوئے ہے۔ لہٰذا اس کے عظیم جذبہ کے تحت اسے یہ اجر دیا جائے گا (مظاہر حق)

قرآن سے دل پاک ہوتا ہے

حضرت ابن عمر ؓ راوی ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ''یاد رکھو دل زنگ پکڑتے ہیں جیسے کہ پانی پہنچنے سے لوہا زنگ پکڑتا ہے۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ اس کی جلا وصفائی کا کیا ذریعہ ہے۔ آپؐ نے فرمایا: ''موت کو زیادہ یاد کرنا اور قرآن کریم کی تلاوت کرنا۔''

مطلب یہ ہے کہ گناہ و معصیت کے صادر ہونے کی وجہ سے اور نیکیوں میں غفلت کی وجہ سے دل زنگ آلود ہو جاتا ہے۔ لہٰذا دل کی جلا وصفائی کا ذریعہ بتایا گیا ہے کہ موت کو کثرت سے یاد کرنے اور قرآن کریم کی تلاوت میں مشغول رہنے سے دل کو جلا یعنی صفائی حاصل ہوتی ہے۔ (مظاہر حق)

نوافل پر قرآن کی فضیلت

ابوذر ؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے ابوذرؓ! اگر تو صبح کو جا کر ایک آیت کلام اللہ شریف کی سیکھ لے تو نوافل کی سو رکعات سے افضل ہے اور اگر ایک باب علم کا سیکھ لے خواہ اس وقت وہ معمول ہو یا نہ ہو ہزار رکعات سے افضل ہے (معمول بہ کا مطلب اس وقت عمل میں ہو یا نہ ہو)

نوافل پڑھنا ذاتی و انفرادی عمل ہے جب کہ سیکھنا سکھانا اجتماعی عمل ہے اور اس سے دین کی اشاعت ہوتی ہے اور اس کا اجتماعی فائدہ ہوتا ہے اور معاشرہ پر اچھے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ معاشرہ کی اصلاح ہوتی ہے۔ اسی لیے حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ عابد پر عالم کی فضیلت ایسی ہے جیسا کہ میری فضیلت تم میں سے ادنیٰ شخص پر۔ ایک جگہ ارشاد ہے کہ شیطان پر ایک فقیہ ہزار عابدوں سے زیادہ سخت ہے۔ قرآن پاک سیکھنے میں شرم کرنا یہ کہنا کہ اب ہماری عمر بڑی ہوگئی ہے، اب کیا سیکھیں گے۔ یاد رکھو، یہ بات آخرت کے اعتبار سے نقصان دہ ہے اور آخرت کی شرم و ذلت دنیا کی ذلت و رسوائی سے بہت زیادہ ہے۔

فتنوں سے بچاؤ کا ذریعہ قرآن ہے

ابن عباس ؓ کہتے ہیں کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے حضور اقدس ﷺ کو اطلاع دی کہ بہت سے فتنے ظاہر ہوں گے۔ حضور ﷺ نے دریافت کیا کہ ان سے خلاصی کی کیا صورت ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ قرآن شریف۔

کتاب اللہ پر عمل فتنوں سے بچنے کا کفیل ہے اور اس کی تلاوت بھی فتنوں سے خلاصی کا سبب ہے۔ حضرت علی ؓ کی روایت میں وارد ہے کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے کہا کہ حق تعالیٰ شانہ تم کو اپنے کلام کے پڑھنے کا حکم فرماتا ہے اور اس کی مثال ایسی ہے کہ جیسے کوئی اپنے قلعہ میں محفوظ ہو اور اس کی طرف کوئی دشمن متوجہ ہو کہ جس جانب سے بھی وہ حملہ کرنا چاہے اسی جانب میں اللہ کی کلام کو اس کا محافظ پاوے گا اور وہ اس شخص کو دفع کر دے گا۔

آج ہر طرف مادیات کا دور ہے۔ مال و دولت، حب جاہ، حب مال کے فتنے، عقائد کے فتنے؟ بے دینی کا پھیلاؤ، شرک و بدعات و رسومات کا رواج ہے۔ اس کی واحد وجہ قرآن پاک کا چھوڑنا ہے۔ اگر قرآن پاک کو اپنایا جائے تو ہر قسم کے فتنے، حوادث و عذاب ختم ہو جائیں گے۔

ضرورت ہے

شیخوپورہ روڈ پر واقع ایک صنعتی ادارے کو مارکیٹنگ ڈیپارٹمنٹ میں کام کرنے کے لیے محنتی، ہونہار اور قابل بھروسا نوجوان کی فوری ضرورت ہے۔ تعلیمی قابلیت، بی کام یا بی اے ہو۔ اچھی تنخواہ اور دیگر مراعات دی جائیں گی۔

برائے رابطہ: 0333-4482381

رمضان ٹرانسمیشن کے نام پر دین کا مذاق اُڑایا جا رہا ہے جو خدائی غیرت کو چیلنج کرنے کے مترادف ہے: ایوب بیگ مرزا

سحری ٹرانسمیشن اور افطار ٹرانسمیشن یہ دونوں چیزیں ہی غیر شرعی اور غیر دینی ہیں: رشید ارشد

عوام سوشل میڈیا پر ایک رائے عامہ ہموار کریں کہ میڈیا نے دین سمیت ہر شے کو کمرشل کر دیا ہے: خالد محمود عباسی

رمضان المبارک کے فضائل و برکات اور رمضان ٹرانسمیشن کے موضوعات پر

حالاتِ حاضرہ کے منفرد پروگرام ’’زمانہ گواہ ہے‘‘ میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہارِ خیال

میزبان: وسیم احمد

سوال: قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:
’’رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا‘‘ (البقرہ:185)۔آپ رمضان اور قرآن کے باہمی تعلق کی وضاحت فرمادیں۔

رشید ارشد: اللہ تعالیٰ نے جو دین ہمیں دیا ہے وہ ہماری پوری زندگی پر محیط ہے لیکن کچھ عبادات خصوصیت سے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر عائد کیں۔ان میں سے ایک عظیم الشان عبادت روزہ بھی ہے۔جس طریقے سے ہم نماز کے بارے میں کہہ سکتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ سے محبت کا کامل اظہار ہے۔اسی طریقے سے ہم کہہ سکتے ہیں کہ روزہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا کامل ترین مظہر ہے کیونکہ روزہ کچھ کرنے کا نہیں ہے بلکہ کچھ چیزوں سے رُکنے کا نام ہے۔یہ اتنی عظیم عبادت ہے کہ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ’’بے شک روزہ خاص میرے لیے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا‘‘۔اللہ تعالیٰ نے روزے جیسی عظیم عبادت کے لیے جس مہینے کا انتخاب کیا وہ نزولِ قرآن کا مہینہ ہے۔قرآن مجید کی جس آیت میں روزے کی فرضیت کا حکم ہے، اس کے بعد رمضان کا تعارف قرآن کے حوالے سے کرایا گیا ہے۔

’’رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا‘‘ (البقرہ:185)۔

اور رمضان المبارک ہی کی ایک عظیم رات کو لیلۃ القدر کہا جاتا ہے۔

’’یقیناً ہم نے اتارا ہے اس (قرآن) کو لیلۃ القدر میں۔اور تم کیا جانتے ہو کہ لیلۃ القدر کیا ہے!۔لیلۃ القدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔‘‘ (سورۃ القدر:1تا3)

لیلۃ القدر کے بارے میں نبی اکرم ﷺ نے آخری بات یہ ارشاد فرمائی ہے کہ لیلۃ القدر کو رمضان کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔ایک اور جگہ آپؐ نے فرمایا:

’’جس نے رمضان کے روزے رکھے ایمان اور اجر و ثواب کی امید کے ساتھ اس کے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیے گئے اور جس نے رمضان (کی راتوں) میں قیام کیا (قرآن سننے اور سنانے کے لیے) ایمان اور اجر و ثواب کی امید کے ساتھ اس کے بھی تمام سابقہ گناہ معاف کر دیے گئے اور جو لیلۃ القدر میں کھڑا رہا (قرآن سننے اور سنانے کے لیے) ایمان اور اجر و ثواب کی امید کے ساتھ اس کی بھی سابقہ تمام خطائیں بخش دی گئیں!‘‘ (بخاری و مسلم)

مرتب: محمد رفیق چودھری

قیام اللیل اصل میں قرآن مجید کی تلاوت نماز کی حالت میں کرنے کا نام ہے۔جس کو ہم تراویح کہتے ہیں۔لہٰذا رمضان میں دن کا روزہ اور رات کا قیام اللہ کی رحمتوں کے نزول کے دو متوازی سلسلے ہیں جن سے استفادہ انسان کی دنیا و آخرت بدل سکتا ہے۔نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

’’حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

’’روزہ اور قرآن (قیامت کے روز) بندے کے حق میں شفاعت کریں گے۔روزہ عرض کرے گا: اے ربّ! میں نے اس شخص کو دن میں کھانے پینے اور خواہشاتِ نفس سے روکے رکھا، تو اس کے حق میں میری سفارش قبول فرما! اور قرآن یہ کہے گا: اے پروردگار! میں نے اسے رات کے وقت سونے (اور آرام کرنے) سے روکے رکھا، لہٰذا اس کے حق میں میری سفارش قبول فرما! چنانچہ (روزہ اور قرآن) دونوں کی شفاعت بندے کے حق میں قبول کی جائے گی (اور اس کے لیے جنت اور مغفرت کا فیصلہ فرما دیا جائے گا۔)

یعنی کئی لحاظ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ رمضان اور قرآن کا آپس میں بڑا گہرا تعلق ہے۔

سوال: ہم دیکھتے ہیں کہ رمضان میں بڑے اہتمام کے ساتھ روزے بھی رکھے جاتے ہیں اور تلاوت قرآن کا بھی خاص اہتمام ہوتا ہے، زکوٰۃ ادا کی جاتی ہے، افطار ڈنرز ہوتے ہیں، نماز تراویح، نماز شبینہ اور صلاۃ التسبیح کا اہتمام ہوتا ہے۔لیکن اس سب کے باوجود بھی ہمارے معاشرے کا رویہ تبدیل نہیں ہوتا۔آپ کے خیال میں ہم رمضان کی اصل روح کو کیوں نہیں پہنچ پا رہے؟

ایوب بیگ مرزا: میں سمجھتا ہوں کہ قرآن کی زبان اور اللہ کے رسولؐ کی زبان عربی ہے اور ہمارے عوام کی اکثریت اس زبان سے نابلد ہے۔لہٰذا قرآن پاک اور احادیث کو سمجھنے کے لیے ہمیں ترجمہ دیکھنا پڑتا ہے یا دوسروں سے سننا پڑتا ہے کہ اس میں کیا لکھا ہے۔دوسری بات یہ ہے کہ ہمارے جسم کے ساتھ ساتھ ہماری روح کی بھی ضروریات ہیں۔جسم اپنے مطالبات چیخ چیخ کر منوا لیتا ہے۔مثلاً اگر کافی دیر سے پانی نہ پیا ہو اور کھانا نہ کھایا ہو تو بھوک پیاس انسان کو کچھ کھانے پینے پر مجبور کر دے گی۔لیکن روح کا معاملہ یہ ہے نہیں کہ وہ احتجاج کرے کہ میری خوراک نہیں مل رہی۔ہمیں اس کی چیخیں سنائی نہیں دیتیں اور روح کی غذا ہے قرآن پاک۔لیکن ہم قرآن کو محض

کتابِ ثواب سمجھ کر پڑھتے ہیں، کتابِ ہدایت سمجھ کر نہیں پڑھتے۔ لہٰذا جب تک قرآن کو ہدایت کے حصول کے لیے نہیں پڑھتے اور اپنے ہر عمل کے لیے قرآن سے راہنمائی نہیں لیتے تب تک ہماری زندگیوں میں اور ہمارے معاشرے میں عملی تبدیلی نظر نہیں آسکتی۔

سوال: آپ کا خیال ہے کہ کتاب اللہ سے دوری ہمارے رویوں میں تبدیلی نہیں لا رہی؟

ایوب بیگ مرزا: جب تک ہم اپنی نیت اور عمل کو قرآن سے نہ جوڑ لیں تو یہ دوری ختم نہیں ہوگی۔ یعنی زندگی کا ہر فیصلہ قرآن کو راہبر مانتے ہوئے ہو اور قرآن کی جو تفسیر نبی اکرمؐ نے فرمائی ہے اس کی راہنمائی میں زندگی گزاری جائے تو تب ہمارے رویوں میں تبدیلی آئے گی ورنہ نہیں۔

سوال: رمضان اور عید کا چاند ہمارے ہاں اکثر وجہ تنازع بن جاتا ہے اور اس پر دشمنانِ اسلام ہم پر تنقید کرتے ہیں۔ آپ کیا سمجھتے ہیں اس تنازع کے محرکات میں مسلکی اختلاف تو شامل نہیں ہے۔

رشید ارشد: ایسا ممکن ہے۔ چونکہ ہمارے ہاں چاند دیکھنے کا انتظام حکومت کرتی ہے۔ حکومت نے اس مقصد کے لیے ایک کمیٹی بنا رکھی ہے اور اس کمیٹی میں عام طور سیاسی تقرریاں ہوتی ہیں۔ خاص طور پر پاکستان میں جہاں مختلف مسالک کے لوگ رہتے ہیں۔ اگر کمیٹی کے سربراہ ایک مسلک سے تعلق رکھتے ہیں تو دوسرے مسالک والے ممبرز اس سے اختلاف بھی کر سکتے ہیں۔ یہ لوکل مسئلہ ہو سکتا ہے لیکن بنیادی طور پر یہ ایک اصولی مسئلہ بھی ہے۔ مثلاً روزے اور عید کا تعلق رؤیا سے ہے کہ چاند دیکھ کر روزے رکھنے شروع کرو اور چاند دیکھ کر چھوڑ دو۔ اب ظاہری بات ہے کہ اس میں اختلاف ہو جاتا ہے کہ کیا رویت بصری ضروری ہے یا رویت علمی ہی کفایت کرے گی۔ آج کل جو سائنسی آلات کے ذریعے چاند کو دیکھ کر اس کی تقویم یا کیلنڈر کو طے کیا جاتا ہے اس میں علماء کا اختلاف ہے۔ علماء کہتے ہیں کہ چونکہ چاند کو فزیکلی دیکھنا ممکن ہے لہٰذا اس کو فزیکلی دیکھ کر ہی فیصلہ کیا جائے تقویم یا کیلنڈر کو دیکھ کر کوئی فیصلہ نہ کیا جائے۔ اسی وجہ سے نبی اکرمﷺ نے فرمایا ہے کہ اس اُمت کے 2 یا 3 لوگ چاند کو دیکھ لیں اور ان کی گواہی پوری ہو جائے تو اس کے بعد روزہ نہ رکھو۔ حضورؐ نے یہ حکم اس وقت دیا تھا جب اُمت ابھی صرف چھوٹے سے علاقے پر محیط تھی لیکن پھر اُمت وسیع ہوتی چلی گئی۔ جس کے بعد اختلاف بھی سامنے آتا گیا اور ایسا بھی ہوا کہ شام اور حجاز میں ایک دن کے فرق کے ساتھ روزہ رکھا گیا۔ یعنی اس وقت لوکل سائٹنگ شروع ہو چکی تھی۔ اصل مسئلہ یہ ہے کہ ہم بہرحال ایک ریاست میں رہتے ہیں، اس کا اپنا ایک نظم ہے۔ اگر ریاست کا دائرہ بہت بڑا ہے اور اس کے دو علاقوں میں اس حوالے سے اختلاف واقع ہو جاتا ہے تو پھر یہ ریاست طے کر سکتی ہے کہ فلاں علاقے میں اس دن اس دن روزہ یا عید ہوگی اور فلاں علاقے میں اس دن۔ لہٰذا اصولی بات بھی یہی ہے اور نظم کا تقاضا بھی یہی ہے کہ اس حوالے سے ریاست کی بات مانی جائے۔

سوال: ایک رائے یہ آتی ہے کہ اُمت مسلمہ کے کسی ایک مسلک میں چاند نظر آ جائے تو ہمیں روزہ رکھ لینا چاہیے کیونکہ ممالک کی یہ لکیریں سامراج کی کھینچی ہوئی ہیں۔ لہٰذا ہمیں بحیثیت اُمت رمضان کے چاند کو دیکھنا چاہیے اور پوری اُمت میں ایک ہی دن روزہ یا عید ہونی چاہیے۔ آپ کی رائے میں کیا ایسا ممکن ہے؟

> جب تک ہم قرآن کو ہدایت کے حصول کے لیے نہیں پڑھتے اور اپنے ہر عمل کے لیے قرآن سے راہنمائی نہیں لیتے تب تک ہماری زندگیوں میں اور ہمارے معاشرے میں عملی تبدیلی نظر نہیں آسکتی۔

رشید ارشد: یہ feasible نہیں ہے اور ضروری بھی نہیں ہے۔ کیونکہ واضح نص موجود ہے کہ صحابہؓ کے دور میں بھی دو مقامات میں ایک دن کے فرق سے روزہ رکھا گیا ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ اُمت کو مختلف ملکوں میں تقسیم کرنا استعمار کی سازش ہے لیکن بہرحال ہم مختلف ممالک میں رہ رہے ہیں۔ وہ لوگ جو اس طرح کی باتیں کرتے ہیں کہ یہ اُمت ایک ہی ہے اور ہم ان لکیروں کو نہیں مانتے وہ بھی بہرحال مختلف ممالک میں رہتے ہیں۔ ان کے شناختی کارڈ اور پاسپورٹ مختلف ہیں۔ ان ممالک کے قوانین مختلف ہیں۔ لہٰذا یہ ایک utopia خیال ہے کہ پوری اُمت میں ایک دن ہی چاند دیکھا جائے اور ایک دن ہی عید یا روزہ ہو۔ شرعاً اختلاف کی گنجائش موجود ہے کیونکہ امت بہت پھیل چکی ہے۔ ہاں اگر کبھی دوبارہ اُمت کا نظم اجتماعی قائم ہوا اور پھر اجتہاد کیا جائے اور پھر دوبارہ سے کہا جائے کہ ہم بحیثیت اُمت ایک دن روزہ ہی روزہ رکھیں گے یا عید کریں گے تو اس میں کوئی حرج کی بات نہیں ہے۔

رمضان ٹرانسمیشن

سوال: پاکستان کے کئی ٹی وی چینلز نے رمضان ٹرانسمیشن کو اپنی ریٹنگ بڑھانے اور اپنی آمدنی کا ذریعہ بنا لیا ہے۔ کہیں ہم اس عمل سے جو کئی سالوں سے جاری ہے ثواب کمانے کی نیت میں اللہ تعالیٰ کے عذاب کو دعوت تو نہیں دے رہے؟

خالد محمود عباسی: ثواب کا مسئلہ تو دینداروں کے لیے ہے۔ دنیا تو ساری کی ساری معاشی جدوجہد میں لگی ہوئی ہے۔ انہوں نے ہر شے کو معاشی نقطہ نظر سے دیکھنا ہے۔ خواہ رمضان ہو یا حج ہو۔ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ سب کچھ کمرشل کر دیا گیا ہے۔

سوال: اس حوالے سے پیمرا کوئی کوڈ آف کنڈیکٹ نہیں دے رہا؟

خالد محمود عباسی: پہلی بات یہ ہے کہ ایک دینی آدمی کو ان چینلز کو دیکھنے کی ضرورت کیا ہے؟

سوال: آپ جیسے بھی کہیں لیکن ٹی وی ہمارے معاشرے میں زندگیوں کا حصہ ہے۔ لہٰذا ان حالات میں جبکہ پیمرا کوئی کوڈ آف کنڈیکٹ نہیں دے رہا اور ٹی وی چینلز شتر بے مہار کی طرح پروگرام نشر کرتے جا رہے ہیں ایک عام ویور کے لیے دین کیا راہنمائی دیتا ہے؟

خالد محمود عباسی: دین یہی راہنمائی دے رہا ہے کہ یہ منکر ہے۔ منکر کو روکنے کے لیے کم از کم معیار یہ ہے کہ آپ اس کو برا جانیں اور فی زمانہ زبان سے اسے برا کہنے میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے لہٰذا اسے برملا بُرا کہا جائے۔ یہاں سمجھنے کی باتیں صرف دو ہیں اور دونوں کی اس وقت ضرورت ہے۔ ایک تو دینی لوگ الیکٹرانک میڈیا سے بالکل لاتعلق ہو کر اسے بالکل آزاد نہ چھوڑیں۔ جس خانے کو آپ خالی چھوڑیں گے تو وہاں شیاطین ہی قبضہ کریں گے۔ لہٰذا دینی لوگ اس بحث سے نکلیں کہ تصویر حلال ہے یا حرام بلکہ اس سے آگے بڑھیں اور دین کی بات دوسروں تک پہنچانے کے لیے اسی الیکٹرانک میڈیا کو استعمال کریں۔ دینی راہنما ایجوکیشن کے لیے اس کو شجر ممنوعہ قرار نہ دیں بلکہ وہ پیش قدمی کریں۔ اگر انہیں الیکٹرانک میڈیا میں جگہ نہیں ملتی تو سوشل میڈیا کو استعمال میں لائیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ عام آدمی پروگرام دیکھ کر ریٹنگ بڑھانے کی بجائے سوشل میڈیا پر ایک رائے عامہ ہموار کرے کہ میڈیا نے ہر شے کو کمرشل کر دیا، یہ روزہ بھی بیچ کر کھاتا ہے۔ لوگ روزہ رکھ کر قربانی دیتے ہیں اور یہ اس قربانی کو پروڈکٹ سمجھ کر سیل کر رہا ہے۔ یہ دین کا سودا کر رہا ہے۔ عام آدمی سوشل میڈیا پر اس رائے عامہ کو ایک سیاسی تحریک کی شکل دیں تاکہ ایک پریشر بنے تو تب الیکٹرانک میڈیا سیدھا ہوگا۔ ورنہ ہمارے مقالے لکھنے سے یہ سیدھا نہیں ہوگا۔

سوال: ایوب بیگ صاحب! خالد محمود عباسی نے کہا ہے

کہ دینی راہنماؤں کو آگے آنا چاہیے اور میڈیا پر آپ موقف پیش کرنا چاہیے۔ جبکہ عام آدمی کو بالکل بائیکاٹ کرنا چاہیے۔آپ کے خیال میں صحیح راستہ کیا ہے؟

ایوب بیگ مرزا: میں دیکھ رہا ہوں کہ ہمارا معاشرہ مخالف سمتوں میں بڑی تیزی سے سفر کر رہا ہے۔ جس طرح لوگ آج کل مسجدوں میں جاتے ہیں، رمضان میں خاص طور پر جس طرح بڑی بڑی مسجدیں بھری ہوئی نظر آتی ہیں اور جس زیادہ تعداد میں لوگ روزہ رکھتے ہیں پہلے ایسا نہیں تھا۔ دوسری طرف مجھے یوں محسوس ہوتا ہے کہ ہم ہر شے بیچ کر کھا جانے کو تیار ہیں۔ امریکی وکیل کی یہ بات پوری قوم کو بہت بری لگی تھی کہ اگر پاکستانیوں کو موقع ملے تو وہ اپنی ماں کو بھی ڈالروں کے عوض بیچ دیں۔ بات واقعی بہت بری ہے لیکن ہمارا معاشرہ جس تیزی سے مادیت پرست ہوتا جا رہا ہے اور مادی فائدوں کے لیے جس طرح اپنے کردار کو بالکل فراموش کیا جا رہا ہے تو یہ حقیقت بھی اپنی جگہ درست ہے۔ یعنی ہم ایک طرف دین میں آگے بڑھ رہے ہیں اور دوسری طرف اسی دین کو مادی فائدوں کے لیے بیچ رہے ہیں اور یہی چیز مجھے ٹی وی پروگراموں میں نظر آتی ہے۔ ریٹنگ بڑھنے سے مالکان کو مالی فائدہ ہوتا ہے اور ریٹنگ بڑھانے کے لیے ہر چیز کو بیچ دیا جاتا ہے۔ لہٰذا رمضان کے پروگراموں میں مردوں اور عورتوں کی مخلوط محافل سجا کر ان سے مضحکہ خیز انداز میں سوالات کیے جاتے ہیں اور انتہائی بے ہودہ انداز میں انعامات اُچھالے جاتے ہیں۔ بے حیائی کا ارتکاب کیا جاتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں میڈیا نے دین کے ساتھ ایک مذاق شروع کر رکھا ہے۔ میڈیا مالکان کو سمجھنا چاہیے کہ سب کچھ دنیا ہی نہیں ہے سب کو ایک دن مرنا ہے اور کفن کی جیب نہیں ہوتی۔ لہٰذا انہیں اپنی اصلاح کرنی چاہیے۔ رمضان ٹرانسمیشن ضرور کریں لیکن اس میں سنجیدگی کے ساتھ روزے کی اہمیت اور اس کے فضائل بتائیں، روزہ نہ رکھنے کے نقصانات بتائیں۔ ایک آدمی کو روزہ رکھ کر کیا کرنا چاہیے اور کن چیزوں سے بچنا چاہیے یہ باتیں بتانے والی ہیں بجائے اس کے رمضان ٹرانسمیشن کے نام پر جو کچھ ہو رہا ہے وہ دین کے ساتھ کھلا مذاق ہے اور خدائی غیرت کو چیلنج کرنے کے مترادف ہے۔

سوال: رمضان ٹرانسمیشن کے بارے میں آپ کیا کہیں گے؟

رشید ارشد: بنیادی طور پر غور اس بات پر ہونا چاہیے کہ رمضان ٹرانسمیشن کی شرعی حیثیت کیا ہے۔ میری رائے میں سحری ٹرانسمیشن اور افطار ٹرانسمیشن یہ دونوں چیزیں ہی غیر شرعی اور غیر دینی ہیں۔ یعنی یہ وہ اوقات نہیں ہیں کہ ان میں آپ ٹی وی دیکھیں۔ نبی اکرم ﷺ نے سحر کے وقت کی غیر معمولی فضیلت بتائی۔ آپؐ نے فرمایا کہ سحری کیا کرو کہ اس میں برکت ہے۔ سحری کے لمحات بڑے قیمتی ہیں اور وہ وقت اس لیے نہیں ہے کہ اس کو ٹی وی کے سامنے بیٹھ کر غارت کیا جائے۔ اسی طرح افطار کے وقت کے بارے میں بھی نبی اکرم ﷺ نے کہ اس وقت بندے کی دعا مقبول ہوتی ہے۔ اس وقت خاص طور دعا میں مشغول رہنا چاہیے۔ لہٰذا اصولی طور پر سحر و افطار کی ٹرانسمیشنز کا کوئی جواز نہیں ہے اور علمائے کرام کو بھی اپنے رویے پر ذرا نظرثانی کرنی چاہیے کہ وہ اپنا قیمتی وقت بھی خراب کر رہے ہیں اور باقی لوگوں کے لیے بھی وہ ایک منکر کا بندوبست کر رہے ہیں۔ میری رائے یہ ہے کہ اس سارے دجل سے بچنے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ علمائے کرام اس کھیل سے backout کریں۔

> رمضان کا اصل فائدہ یہ ہے کہ جو تربیت رمضان سے آپ کو حاصل ہوئی ہے اس کو آپ رمضان کے بعد بھی اپنی زندگی کا حصہ بنائیں۔

سوال: رمضان المبارک کے دوران نماز تراویح کا بڑا اہتمام کیا جاتا ہے۔ خاص طور پر حرمین شریفین میں اور دنیا بھر کی مساجد میں اس کی باجماعت ادائیگی ہوتی ہے لیکن کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ نماز تراویح سرے سے کوئی نماز ہی نہیں۔ آپ کے خیال میں یہ کیا controversy ہے؟

رشید ارشد: کوئی چیز دین کا حصہ ہے یا نہیں یہ طے کرنا کسی انسان کے اختیار میں نہیں بلکہ یہ اللہ کی کتاب، نبی اکرم ﷺ کی سنت اور آپؐ کا اُسوہ طے کرتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے اپنی کئی احادیث میں توجہ دلائی ہے کہ رمضان المبارک کی راتوں میں قرآن مجید کے ساتھ قیام کیا جائے، نوافل پڑھے جائیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے زمانے میں رات کا قیام ایک انفرادی عمل تھا اور لوگ اپنے طور پر نوافل پڑھتے تھے۔ ہوا یہ ہے کہ ایک روز نبی اکرم ﷺ نے اپنے گھر کے باہر احاطے میں نماز پڑھی۔ صحابہ کرامؓ کو پتہ چلا تو انہوں نے باہر آ کر صفیں بچھانی شروع کر دیں اور آپؐ کی امامت میں تین روز تک باجماعت نوافل کی ادائیگی کی لیکن چوتھے دن صحابہؓ انتظار کرتے رہے لیکن آپؐ تشریف نہ لائے۔ صبح آپؐ نے وضاحت کر دی کہ مجھے پتا تھا کہ آپ لوگ انتظار کر رہے ہیں لیکن میں ارادتاً نہیں آیا کہ کہیں یہ نماز آپ پر فرض نہ کر دی جائے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ رمضان المبارک میں قیام اللیل باجماعت ہو سکتا ہے۔ دوسری شق نماز تراویح کی یہ ہے کہ یہ عشاء کے ساتھ متصلاً پڑھی جاتی ہے۔ تو ہمیں معلوم ہے کہ جو وتر کی نماز ہے نبی اکرم ﷺ نے اجازت دی ہے کہ وہ عشاء کی نماز کے ساتھ پڑھی جا سکتی ہے۔ لہٰذا نبی اکرم ﷺ کی وفات کے بعد بھی ایسے ہوتا رہا کہ لوگ مسجد نبوی میں مختلف ٹولیوں میں نماز پڑھتے رہے۔ سیدنا عمرؓ نے جب دیکھا تو انہیں یہ عمل نظم کے اعتبار سے اچھا نہ لگا لہٰذا انہوں نے ایک امام مقرر کر دیا۔ تب سے باجماعت تراویح ہونے لگی۔ جسے دیکھ کر حضرت عمرؓ نے مشہور جملہ فرمایا تھا: کہ یہ بہت اچھی بدعت ہے (شرعی معنوں میں نہیں بلکہ لغوی معنوں میں)۔ تراویح کی یہ شکل نبی اکرم ﷺ کے زمانے میں نہیں پائی جاتی تھی اور اس میں بھی بہت سے صحابہ حصہ نہیں لیتے تھے بلکہ انفرادی طور پر پڑھ لیتے تھے۔ اس لحاظ سے اس کو بدعت کہنا غلط بات ہے اور یہ کہنا کہ جو آدمی تراویح نہیں پڑھتا اس کا روزہ ہی Valid نہیں ہے یہ تصور بھی غلط ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے رمضان کے روزے کی فرضیت کی ہے اور میں نے اس کے رات کے قیام کو تمہارے لیے سنت کے طور پر جاری کیا ہے''۔ لہٰذا یہ نبی اکرم ﷺ کی سنت ہے اور اُمت ہمیشہ سے اس سنت پر عمل پیرا ہے۔

سوال: پاکستان میں 16 گھنٹے کا روزہ ہوتا ہے۔ ایک روزہ دار اپنے اوقات روزہ کس انداز میں گزارے کہ وہ اللہ کا محبوب ترین بندہ بن جائے؟

ایوب بیگ مرزا: پہلے میں رشید ارشد صاحب کی بات کی وضاحت کر دوں کہ حضرت عمرؓ نے تراویح کا نظم قائم ضرور کیا تھا لیکن جہاں تک میرا علم ہے خود حضرت عمرؓ نے نماز تراویح میں شرکت نہیں کی تھی۔

رشید ارشد: یہ بات مشہور ہے کہ کئی اکابر صحابہؓ نماز تراویح میں شرکت نہیں کرتے تھے۔ ان سے ایک قول بھی منقول ہے کہ جس (وقت) کو چھوڑ کر تم نے اس وقت کو اختیار کیا ہے وہ وقت بہتر ہے۔ یعنی آخری شب میں تہجد کے وقت میں پڑھنا اب بھی افضل ہے۔ میرے خیال میں مسلمان ان دونوں باتوں کو جمع کر سکتے ہیں کہ رات کو تراویح بغیر وتر کے پڑھ لیں اور سحری سے ذرا قبل اُٹھ کر 2، 4 نوافل وتر کے ساتھ بھی پڑھ لیں۔

ایوب بیگ مرزا: جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ روزہ دار کو اپنے اوقات کیسے گزارنے چاہئیں تو ایک بات تو بالکل واضح ہے کہ لغو قسم کی باتوں یا ایسے معاملات جو شریعت میں پسندیدہ نہیں ہیں یا عام طور پر بھی پسندیدہ نہ سمجھے جائیں

یعنی کھیل کود، فلم بینی، فیس بک وغیرہ ان سب چیزوں سے پرہیز کرنا چاہیے اور زیادہ سے زیادہ اللہ کا ذکر کرتے ہوئے اور قرآن مجید کو پڑھنے اور سمجھنے میں گزارنا چاہیے۔ قرآن مجید کی تلاوت اپنے تزکیہ کو سامنے رکھ کرنی چاہیے کہ کون سی باتوں کو اختیار کروں اور کون سے باتوں سے دور رہوں۔ یعنی قرآن پر عمل کرنے کی نیت ہونی چاہیے، تلاوت کا ثواب بھی ضرور ملے گا۔

رشید ارشد :ایک اور چیز جس کا ہمیں رمضان میں اہتمام کرنا چاہیے وہ ہے انفاق۔ رسول اللہ ﷺ عام دنوں میں بھی بہت فیاض اور سخی تھے لیکن رمضان میں تو غیر معمولی انفاق فرماتے تھے۔ اسی روایت کے آخر میں ہے کہ جب آپؐ کی ملاقات جبرائیل سے ہوتی تھی تو خیر کے معاملے میں، انفاق کرنے کے معاملے میں آپؐ کی کیفیت آندھی کی طرح ہوتی تھی۔ تو گویا انفاق پر ہمیں خاص طور پر توجہ دینی چاہیے۔ رمضان میں زکوٰۃ تو کم سے کم معیار ہے اور یہ ایسا ہی ہے جیسے بس جہنم سے بچانا۔ اصل بات یہ ہے کہ زکوٰۃ کے علاوہ بھی ہمیں بہت زیادہ انفاق کرنا چاہیے۔

ایوب بیگ مرزا :ہم بعض چیزیں رمضان کے ساتھ اٹیچ کر دیتے ہیں اور رمضان کے بعد اس سے فارغ ہو جاتے ہیں۔ جیسے مسجدوں میں رمضان میں رش ہوتا ہے لیکن وہی رش رمضان کے بعد بالکل ختم ہو جاتا ہے۔ تو رمضان کا اصل فائدہ یہ ہے کہ جو تربیت رمضان سے آپ کو حاصل ہوئی ہے اس کو آپ رمضان کے بعد بھی اپنی زندگی کا حصہ بنائیں۔

سوال :میرا مشاہدہ ہے کہ رمضان کا ظاہری احترام بھی ختم ہوتا جا رہا ہے۔ آپ کا کیا خیال ہے اس کا تدارک کیسے ہو سکتا ہے۔ رمضان کے ظاہری احترام کے حوالے سے دین ہمیں کیا راہنمائی دیتا ہے؟

رشید ارشد :آپ کو معلوم ہے کہ ایک زمانے میں ہمارے معاشرے میں رمضان کے احترام کے حوالے سے کوئی پابندی نہ تھی۔ ریسٹورنٹس بھی کھلے ہوتے تھے اور لوگ وہاں جا کر سرِ عام کھانا کھاتے تھے۔ یعنی خلاف ورزی عام تھی لیکن اب کچھ عرصے سے یہ خلاف ورزی بڑھتی جا رہی ہے کہ لوگ گاڑی میں جا رہے ہیں، سیگریٹ پی رہے ہیں، بوتلیں پی رہے ہیں اور دفاتر میں بھی اب یہ عام بات ہو گئی ہے کہ وہاں پر کھانا کھایا جا رہا ہے۔ جبکہ یہ نامناسب بات ہے۔ رمضان المبارک ایسا مقدس مہینہ ہے کہ جس کے کچھ باطنی آداب ہیں، ان کا بھی ہمیں لحاظ رکھنا ہے اور اس کے ظاہری آداب کا بھی ہمیں خیال رکھنا چاہیے۔

رمضان المبارک کا خصوصی تحفہ

امام یحییٰ بن شرف الدین النوویؒ کے مجموعۂ احادیث

اربعینِ نوویؒ

کی تشریح و توضیح پر مشتمل

ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے خطاباتِ جمعہ

852 صفحات ❁ دو حصوں پر مشتمل ضخیم کتاب

دیدہ زیب ٹائٹل ❁ امپورٹڈ بک پیپر ❁ معیاری طباعت

رمضان المبارک میں خصوصی رعایتی قیمت 600 روپے کی بجائے صرف 250 روپے

خود پڑھیے ...... احباب کو تحفہ میں دیجیے!

مکتبہ خدام القرآن لاہور 36۔کے ماڈل ٹاؤن لاہور فون: 3-35869501

email: maktaba@tanzeem.org website: www.tanzeem.org

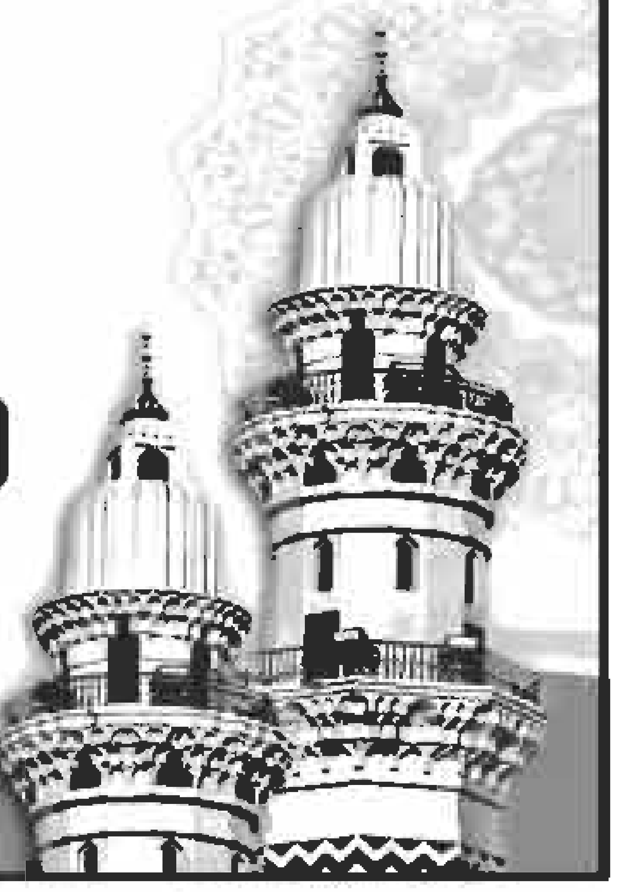

کیا آپ جاننا چاہتے ہیں کہ

- از روئے قرآن حکیم ہمارا دین کیا ہے؟
- ہماری دینی ذمہ داریاں کون کون سی ہیں؟
- نیکی، تقویٰ اور جہاد کی اصل حقیقت کیا ہے؟

تو مرکزی انجمن خدام القرآن کے جاری کردہ مندرجہ ذیل خط و کتابت کورسز سے فائدہ اٹھائیے:

(1) قرآن حکیم کی فکری و عملی راہنمائی کورس
(2) عربی گرامر کورس (I، II، III)
(3) ترجمہ قرآن کریم کورس

مزید تفصیلات اور پراسپکٹس (مع جوابی لفافہ) کے لئے رابطہ:

شعبہ خط و کتابت کورسز

قرآن اکیڈمی 36۔کے ماڈل ٹاؤن لاہور فون: 3-35869501

E-mail: distancelearning@tanzeem.org

دعائے مغفرت

انا للہ وانا الیہ راجعون

☆ مقامی تنظیم ہارون آباد غربی کے رفیق محمد رضوان عزمی کے چچا جان محمد امین جو کہ رفیق تنظیم بھی تھے، وفات پا گئے

☆ مقامی تنظیم پاکپتن کے رفیق علی عمران کی والدہ وفات پا گئیں

☆ حلقہ کراچی جنوبی کے رفیق جناب سعد تواب خان راؤ کے والد وفات پا گئے

☆ حلقہ کراچی جنوبی کی مقامی تنظیم لانڈھی کے نقیب جناب محمد فہیم کی ممانی وفات پا گئیں

اللہ تعالیٰ مرحومین و مرحومات کی مغفرت فرمائے، اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دُعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ فِیْ رَحْمَتِکَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

روزہ اور رمضان المبارک کی عظمت اور فضیلت سے آگاہی اور عظمتِ انسان سے واقفیت کے لیے

بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے دو کتابچے ----- خود پڑھیے اور احباب کو تحفتاً پیش کیجیے:

① **عظمتِ صوم**

قیمت: -/20 روپے

حدیث قدسی فَاِنَّهٗ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِهٖ کی روشنی میں

② **عظمتِ صیام وقیامِ رمضان مبارک**

قیمت: -/25 روپے

اعتکاف کے فضائل، تعریف، شرائط، قسمیں

حضرت عثمان

فضائل:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رمضان کے اخیر عشرہ میں اعتکاف فرمایا کرتے تھے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو وفات دے دی، پھر اس کے بعد آپ کی ازواج مطہرات نے اعتکاف کا معمول جاری رکھا۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے معتکف کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ وہ گناہوں سے بچا رہتا ہے اور اس کو ان تمام اچھے کاموں کا جو وہ اعتکاف کی وجہ سے نہیں کر سکتا ایسے ہی بدلہ دیا جائے گا جیسا کہ نیکی کرنے والے کو دیا جاتا ہے۔ (ابن ماجہ)

اعتکاف کی تعریف اور اس کی شرائط:

مردوں کا عبادت کی نیت سے مسجد میں ٹھہرنے کو اعتکاف کہتے ہیں۔ صحت اعتکاف کے لیے درج ذیل شرائط کا وجود ضروری ہے:

(1) مسلمان ہونا، کافر کا اعتکاف نہیں۔

(2) عاقل ہونا، مجنون کا اعتکاف نہیں۔ بالغ ہونا شرط نہیں اس لیے نابالغ سمجھدار بچہ بھی اعتکاف بیٹھ سکتا ہے۔

(3) جنابت سے پاک ہونا، ناپاک شخص کا مسجد میں داخلہ ممنوع ہے۔

(4) اعتکاف کی نیت کرنا، بلا نیت مسجد میں بیٹھنے سے اعتکاف نہ ہوگا۔

(5) جس جگہ اعتکاف بیٹھے وہ جگہ شرعی مسجد ہو۔

(6) سنت اور واجب اعتکاف میں روزہ سے ہونا۔

(1/211، مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ص381)

مسجد کی حد:

مسجد سے مراد خاص وہ حصہ زمین ہے جو نماز کے لیے تیار کیا گیا ہو، یعنی اندر کا کمرہ، برآمدہ اور صحن، باقی جو حصہ اس سے خارج ہو وہ مسجد کے حکم میں نہیں، خواہ ضروریات مسجد ہی کے لیے وقف ہو، جیسے امام کا حجرہ، مسجد سے ملحق مدرسہ، جنازہ گاہ، وضوخانہ، غسل خانہ، استنجاخانے۔ یہ تمام جگہیں مسجد سے خارج ہیں، اگر معتکف نے بلاضرورت ان میں قدم رکھا تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔ (فی ردالمحتار: 2/552)

مسجد سے نکلنے کی حد:

مسجد سے باہر نکلنے کا حکم تب لگے گا جب دونوں پاؤں مسجد سے باہر ہوں اور دیکھنے والے یہی سمجھیں کہ یہ مسجد سے باہر ہے، لہٰذا صرف سر باہر نکالنے سے اعتکاف نہیں ٹوٹے گا۔ (الھندیہ: 1/213)

مسجد کی چھت یا زینہ پر چڑھنا:

مسجد کی چھت کا بھی وہی حکم ہے جو مسجد کا، اسی طرح مسجد کئی منزلہ ہو تو اوپر نیچے کی تمام منزلوں کا ایک ہی حکم ہے، معتکف سب میں آجا سکتا ہے۔ بشرطیکہ آنے جانے کا زینہ حدود مسجد کے اندر ہو۔ (شامیہ: 2/446)

حدودِ مسجد سے لاپروائی:

اس مسئلہ میں بہت سے معتکف کوتاہی کا شکار ہو کر اپنا اعتکاف توڑ بیٹھتے ہیں، اس لیے معتکف کو چاہیے کہ اعتکاف میں بیٹھنے سے پہلے متولی مسجد سے پوچھ کر مسجد کی حدود پوری طرح معلوم کر لے۔

اعتکاف کی تین قسمیں ہیں:

(1) واجب: جس کی منت مان لی جائے، خواہ منت کسی شرط پر موقوف ہو، مثلاً منت کسی شرط کے بغیر ہو، منت کا اعتکاف اس صورت میں واجب ہوتا ہے کہ زبان سے الفاظ ادا کر کے اپنے ذمہ واجب کرے۔ صرف دل میں نیت کرنے سے منت نہیں ہوتی۔ (الھندیہ: 1/213)

(2) مسنون: رمضان کے آخری عشرے کا اعتکاف سنت موکدہ علی الکفایہ ہے۔

(3) مستحب: ان دو قسموں کے سوا جو اعتکاف کیا جائے وہ مستحب ہے۔ (درمختار: 2/442)

اعتکاف ہر محلہ میں سنت کفایہ ہے:

رمضان کے آخری عشرے کا اعتکاف شہر کے ہر محلہ کے حق میں سنت علی الکفایہ ہے۔ یعنی ہر محلہ کی مسجد میں ایک آدمی اعتکاف بیٹھے ورنہ پورا محلہ تارک سنت ہو گا۔ (درمختار: 2/440-441)

اعتکاف کس مسجد میں افضل ہے:

اعتکاف کے لیے سب سے افضل جگہ مسجد حرام ہے، اس کے بعد مسجد نبوی، پھر مسجد اقصیٰ (بیت المقدس) پھر جامع مسجد جس میں نمازی زیادہ آتے ہوں، بشرطیکہ اس میں پانچوں وقت جماعت ہوتی ہو، ورنہ اپنے محلہ کی مسجد افضل ہے۔ (فی ردالمحتار: 2/441)

مسنون اعتکاف کس وقت سے شروع ہوتا ہے:

مسنون اعتکاف میں بیٹھنے کے لیے ضروری ہے کہ 20 رمضان کو غروب آفتاب سے پہلے پہلے مسجد میں داخل ہو جائے اور اعتکاف کی نیت بھی غروب سے پہلے کر لے، خواہ مسجد میں داخل ہوتے ہوئے کرے یا داخل ہونے کے بعد کرے۔ اگر غروب کے بعد مسجد میں داخل ہوا، یا مسجد میں پہلے سے موجود تھا مگر نیت غروب کے بعد کی تو یہ اعتکاف مسنون نہ ہوگا، مستحب ہو جائے گا، اس لیے کہ پورے عشرہ اخیرہ کا اعتکاف نہ ہوا۔ (فی الھندیہ: 1/212)

معتکف کے لیے مستحب امور

اعتکاف میں بیٹھنے والے کے لیے درج ذیل کام مستحب ہیں:

(1) لایعنی باتوں سے اپنے کو بچائے، زبان سے صرف کلمہ خیر نکالے۔

(2) قرآن مجید کی تلاوت کثرت سے کرے۔

(3) حضور اکرم ﷺ کی سیرت طیبہ، حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے پاکیزہ حالات اور سلف صالحین کے واقعات وملفوظات کا مطالعہ کرے۔

(4) علاوہ ازیں نفل نمازوں (تحیۃ الوضوء تحیۃ المسجد، اشراق، چاشت، اوابین اور تہجد) کی حتیٰ الامکان پابندی رکھے۔

(5) تمام اذکار مسنونہ پابندی سے پڑھے۔

(6) درود شریف، کلمہ طیبہ اور استغفار کی کثرت کرے۔

(7) شب قدر کی پانچوں راتوں میں ممکن ہو تو رات بھر بیدار رہے اور انہیں مختلف قسم کی عبادات میں بسر کرے، نوافل اور ذکر و تلاوت کے علاوہ دعا کی کثرت کرے۔

(8) جہاں اپنے لیے دعا کرے وہاں اپنے والدین، اعزہ واحباب، ملک وملت بلکہ پوری امت کے حق میں دعا کرے۔

(9) شب قدر کی راتوں میں یہ دعا بھی اہتمام وتوجہ سے کرے۔

''اے اللہ! بے شک آپ معاف کرنے والے ہیں، معافی کو پسند کرتے ہیں، پس مجھے بھی معاف کر دیجیے۔''

(ترمذی، واحمد وابن ماجہ)

Magnificence of the Qur'an

As Muslims, we believe with deep conviction that Allah (SWT) has sent down to the humanity his Holy Book as a great graciousness. That is why the Qur'an addresses the whole human race, without discrimination.

Muslims celebrate the month of Ramadan as the month of the revelation of the Qur'an every year when this month sets in. Allah (SWT) says:

"Ramadan is the month in which Qur'an was revealed….." (Al-Baqarah: 185).

In the write-up three very basic facts about the Holy Book will be discussed which make essential part of our belief-system viz. Islam.

1- The fact that the Qur'an is the 'Word' (or 'Speech') of Allah (SWT).

2- The fact that the Qur'an was revealed unto the Last Prophet Muhammad (SAAW).

3- The fact that the Qur'an is secure and preserved forever, as Allah (SWT) has Himself guaranteed its eternal protection.

The first fact that the Qur'an is the 'Word' (or 'Speech') of Allah (SWT) has been established very categorically by the Qur'an itself. It says:

"And if anyone of the idolaters seeks the protection, protect him till he hears the Word of Allah (SWT), then send him to his place of safety, that is because they are the people who do not know." (Surah Al-An'am: 9)

The verse above should be seen in the context of the first 6 verses of the Surah At-Tauba (Repentance), wherein the idolaters at that time in Arabia have been issued a warning that they had four (4) months' time to decide and revert to Islam or else stern action would be started against them. It is with this ultimatum that the Prophet (SAAW) is being informed to make all arrangement for safe return to his place if any of the idolaters comes to him to hear the *Kalam* of Allah (SWT). Being the 'Word' (or the 'Speech') of Allah (SWT), we believe that it is the Divine Attribute of Allah (SWT) and is therefore one of His (SWT) manifestations.

The same reference has been made in the 3rd Ayah of the Surah Al-Hadid (Iron), where these attributes of Allah (SWT) have been mentioned. He (SWT) is the First, He is the Last, He is Al Zahir and He is Al Batin. The fact that the Qur'an is the Word of Allah (SWT) can best be understood from two other places in the Book itself. In the 21st Ayah of Surah Al-Hash'r Allah (SWT) says:

"If We had caused this Qur'an to descend on a mountain, you would surely have seen it humbled and split asunder, out of the fear of Allah (SWT). And these are the examples which we put forward to mankind that they may ponder upon." (Surah Al-Hash'r: 21)

The same subject we find in the Surah Al-A'raaf (The Barrier), where there is a mention of the dialogue between Prophet Moses (AS) and Allah (SWT) when Allah (SWT) had called Prophet Moses (AS) to bestow on him (AS) the Ten Commandments of Torah (Tau'rat). As a result of dialogue with Allah (SWT), the Prophet Moses got more inspired and He requested Allah (SWT) to allow him to see Him (SWT). The 143rd Ayah this Surah describes it as:

"And when Moses came at our appointed time and his Lord (Allah) spoke to him, Moses said, 'O my Lord show me (Your Exalted Being) so that I may look at you.' (To which Allah SWT replied) 'You cannot see me but look at the mountain; if it remains firm in its place then you shall see Me.' When his Lord (Allah) manifested Himself on the mountain, it broke into pieces and Moses fell down senseless (and unconscious). And when he recovered, he said, 'Holy are You (Allah), I repent to You, and I am the first of the believers." (Surah Al-A'raaf: 143).

It is evident here that the spark of Being of Allah (SWT) on the mountain had the same effect which Allah (SWT) describes for the Qur'an if it had been descended on the mountain it would have split into pieces as mentioned in Ayah 59 of Surah Al-Hash'r, above. This amply clarifies that the effect of the illuminations of the Divine Being are the same as that of the Qur'an, being the 'Word' (or 'Speech') of Allah (SWT).

Allah (SWT) has glorified us (the Muslims) by having made us the custodians of His Word (*Kalam*). As such He has also made us responsible for rendering our obligations we owe to the Qur'an. The Holy month of Ramadan is an opportunity for us to remind to ourselves that we have to struggle for the performance of the obligations we have about the Book. If we, the Muslim connect ourselves to this Rope of Allah (SWT), we will unite together and gain the strength as Ummah as has been mentioned in the Holy Qur'an (102: 3). Our clinging to the Qur'an will give an end to the specter of sectarianism which is badly eroding the solidarity of the Muslims, being at present at the lowest ebb because of our indifference to the Divine Guidance. Here I quote a portion from a somewhat lengthy Hadith of the Prophet (SAAW) as narrated by Ali (RA) as follows:

"I had heard the Prophet as saying, 'Be warned a great turbulence (fitna) is likely to occur'. 'I (Ali RAA) then requested', 'What is the way out of that great turbulence?' The Prophet replied, "The Book of Allah (SWT). It contains the events of the gone-by Ummahs, it gives information about the future. There is solution in it for the disputes which may arise amongst you. It is a decisive Word and has nothing superfluous. Allah (SWT) will break those into pieces who turn it down out of their arrogance and false egoism. One who invites others to the Qur'an, he himself is guided to the right path'."

Moving on to the 2nd fact, we immediately notice that the Qur'an was revealed unto Prophet Muhammad (SAAW). The Prophet (SAAW) is a blessing to the universe as being the bearer of this Word of Allah (SWT). The Qur'an was revealed to the Prophet (SAAW) in two phases. The first phase was its bringing down to the lowest sky (or dimension of space and time) in a very bountiful night of great magnificence called Lailatul Qad'r (The Night of Power), in the month of Ramadan. This Scripture was exactly the same as the one resting in a secure position in the Lawhe Mahfooz (The Preserved Tablet) as mentioned in the Qur'an itself in verses 21 and 22 of Surah Al-Buruj (Doors in the sky or in time and space). The Qur'an was then revealed gradually from there unto Prophet Muhammad (SAAW) in a span of 23 years, brought by the exalted Arc-angel Jibreel (AS). This gradual revelation to the humankind has a great significance that the teachings of the Qur'an are sufficiently absorbed by the believers and that its revelation is done in pieces according to the arising situation needing Divine Guidance. Historically, we know that the period in which the Qur'an was revealed is 22 years starting 610 and ending 632 A.D. On Lunar Calendar it becomes 23 years. Geographically, the land of revelation of the Qur'an is the land of Hijaz, comprising the cities of Makkah, Madinah, Taif, and the adjoining areas. However, the revelation of two verses, the last of the 'Surah Al-Baqarah' were given to the Prophet (SAAW) during his ascendance to Miraj, along with five time obligatory prayers a day. Except these two Ayahs, the rest of the whole Qur'an has been revealed unto the Prophet (SAAW) on the land of Hijaz. The very important thing about the Qur'an is our collective belief that it has come down to the Prophet (SAAW) as verbal revelation. It is the Word of Allah (SWT) given to the Arc-angel Jibreel (AS), who then passed it on to the (spiritual) heart of Muhammad (SAAW) and it has reached humanity from the blessed mouth of the Last Prophet (SAAW).

The 3rd fact about the Qur'an is that it is secure to the most perfection as we the Muslims believe that it is the Book that Allah (SWT) Himself has guaranteed its security. In verse 16 to 19 of Surah Al-Qiamah, Allah (SWT) addresses His Prophet (SAAW) in these words, "Do not move your tongue (O Prophet) with it (Qur'an) to make haste with it. Surely, upon us rests its collection and its recital. So when We recite it, follow its recitation. Then it is for Us to make it explain to you".

Since the whole responsibility of the security of the Qur'an has been taken by Allah (SWT) Himself, therefore it is the basis of our belief that the Book is secure forever and not an iota

in its words has changed, nor will it change in future and there is no possibility that something will be added to or subtracted from it. Allah (SWT) says in verse 9 of Surah Al-Hijr: "In fact We have revealed the Reminder (Qur'an) and We are certainly its Guardian." (Surah Al-Hijr: 9)

Thus we have the firm belief that this Qur'an is the most secure amongst the Divine Scriptures and will remain secure forever.

Having understood the three basic facts about the Qur'an we should now gird up our loin, in this month of Ramadan to renew our pledge with the Holy Book and try to render our obligations to it to the best of our efforts. At this juncture it is reminded here that we as believers have five obligations to the Qur'an:

1. We have the conviction and belief that it is the Qur'an.

2. We should recite it frequently with all the formalities of recitation.

3. We should learn its text as well as meaning.

4. We should preach it to our fellow folk.

5. We should struggle for its domination to give to it its proper place as the Law of the Allah (SWT) established on the entire Land of Allah (SWT).

<u>Source adapted from:</u> *An article by Muhammad Faheem*

عورت کا اعتکاف

عورت گھر میں نماز کی مخصوص جگہ میں اعتکاف کرے اور یہ جگہ اس کے حق میں بمنزلہ مسجد کے ہوگی، یعنی کھانا، پینا، لیٹنا اسی جگہ ہوگا اور کسی طبعی یا شرعی ضرورت کے بغیر اس جگہ سے باہر نکلنے پر اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔ پہلے سے کوئی جگہ نماز کے لیے مخصوص نہیں ہے تو اب مخصوص کرلے اور اسی میں اعتکاف کرے، گھر کی بجائے مسجد میں اعتکاف کرنا عورت کے لیے مکروہ ہے۔(ھندیة:211/1)

عورت کا دورانِ اعتکاف گھر کا کام کرنا

بیت الخلاء کے تقاضے اور وضوء کے علاوہ اعتکاف کی جگہ سے باہر نکلنے سے اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے، لہٰذا ایسی عورت جس کے گھر میں کوئی اور کام کاج کے لیے نہ ہو وہ مسنون اعتکاف کے لیے نہ بیٹھے، البتہ اپنے کاموں سے فارغ ہوکر اس مخصوص جگہ پر ذکر وتلاوت وعبادت کے ذریعے اس مقدس مہینے کی برکات سے فائدہ اٹھاسکتی ہے۔ (ھندیة:211/1)

اعتکاف میں بیٹھنے کے لیے شوہر کی اجازت ضروری ہے

عورت کو اعتکاف میں بیٹھنے کے لیے خاوند سے اجازت حاصل کرنا ضروری ہے اور خاوند اسے اعتکاف سے منع بھی کرسکتا ہے۔ لیکن جب ایک بار اجازت دے دی تو اب منع نہیں کرسکتا۔(ھندیة:211/1)

دورانِ اعتکاف شوہر بیوی سے جنسی تعلق قائم نہیں کرسکتا

خاوند نے جب اجازت دے دی تو اب اس کے لیے بیوی سے ہم بستر ہونا، بوس وکنار کرنا یا اس ارادہ سے بیوی کی اعتکاف گاہ میں داخل ہونا جائز نہیں، تاہم اس نے ہم بستری کرلی تو بیوی کا اعتکاف فاسد ہوگیا، ہم بستری کے سوا دوسری باتوں سے اعتکاف نہیں ٹوٹتا۔(ھندیة:211/1)

اطلاع

حقیقت واقسام شرک

از ڈاکٹر اسرار احمدؒ

60 روپے قیمت کا کتابچہ صرف دس روپے میں حاصل کریں۔ بذریعہ ڈاک منگوانے والے 20 روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیجیں۔ یہ پیشکش 25 جولائی 2016 تک ہے۔

پروفیسر محمد یونس جنجوعہ
قرآن اکیڈمی K-36 ماڈل ٹاؤن، لاہور
B2-20 جوہر ٹاؤن، لاہور

ضرورت رشتہ

☆ بیٹی، عمر 23 سال، تعلیم ایم ایس سی ریاضی، شرعی پردہ کی پابند کے لیے دینی مزاج کے حامل، تعلیم یافتہ، برسر روزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔
برائے رابطہ: 0320-5851414

☆ لاہور میں رہائش پذیر فیملی کو اپنے بیٹے، عمر 24 سال، تعلیم ایم اے کمپیوٹر سائنس، امریکہ میں جاب، کے لیے دینی مزاج کی حامل (ترجیحاً عالمہ) تعلیم یافتہ لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔
برائے رابطہ: 0332-0307908
(042)37491806

☆ لاہور میں رہائش پذیر کشمیری فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 30 سال، تعلیم ایم فل کمپیوٹر سائنس، لیکچرر (سعودی عرب)، قد 5.2 کے لیے دینی مزاج کے حامل لڑکے کے والدین رابطہ کریں۔
برائے رابطہ: 0333-4317548

☆ کراچی میں رہائش پذیر ملتزم رفیق، عمر 30 سال، تعلیم ایک سالہ قرآن فہمی کورس، گریجویشن (جاری) کے لیے شرعی پردہ اور صوم وصلوٰۃ کی پابند، بیوہ یا کنواری کا رشتہ درکار ہے۔ ذات پات کی کوئی قید نہیں۔
برائے رابطہ: 0333-2141046

☆ انجینئرنگ یونیورسٹی لاہور کے ڈاکٹر پروفیسر، عمر 46 سال، ہمراہ تین بڑے بچے، کو دوسری شادی (پہلی بیوی سے علیحدگی) کے لیے دیندار، باپردہ اور صوم وصلوٰۃ کی پابند پڑھی لکھی مختصر فیملی (ترجیحاً لاہور، جھنگ) کی رہائشی بے اولاد خاتون عمر 35 تا 40 سال کا رشتہ درکار ہے۔
برائے رابطہ: 0305-4770349
0321-6500841

☆ جھنگ کی رہائشی ایک فیملی کو اپنی مطلقہ بیٹی، عمر 24 سال، تعلیم بی اے، مناسب قد (اولاد کوئی نہیں) تعلیم بی اے کے لئے پڑھے لکھے برسر روزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ ذات پات کی کوئی قید نہیں۔
برائے رابطہ: 0311-7669096
047-7624111

VOL : 25 Regd. C.P.L NO. 114 No.25
Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore